ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

اسلامی اقدار کا نقیب

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

وفاقی وزیر برائے امورِ کشمیر حاجی فقیر محمد کا دورہ

سینٹو سے علیحدگی؟

- قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود سے انٹرویو
- اللہ والوں کی دنیا
- شیخ طریقت مولانا عبداللہ بہلوی
- جمعیۃ علماء اسلام ضلع قصور کی جائزہ رپورٹ
- عوام اور مسائل
- مولانا مفتی محمود کا وکلاء سے خطاب
- عالم رنگ و بو — گردشِ ایام
- مکتوب ڈیرہ اسماعیل خاں
- شہر شہر سے طلباء کی سرگرمیاں
- اداریہ

۱۹ جنوری تا ۲۵ جنوری ۱۹۷۹ء ◻ شمارہ نمبر ۲

انتظار!

ہر طرف رات کا بسیرا ہے
راہ میں کس قدر اندھیرا ہے
اعتماد و یقین ہوئے مفقود
وسوسوں نے دلوں کو گھیرا ہے

آرزو بے قرار ہے کب سے
ذہن میں انتشار ہے کب سے
زیرِ کہسار چل رہی ہے سانس
زندگی سر پہ بار ہے کب سے

پہلے بھی خواستگار دیکھے ہیں
راہبر بے شمار دیکھے ہیں
کاشت کرتے رہے ہیں لالہ و گل
اور دامن میں خار دیکھے ہیں

صبح کا انتظار کب تک ہو؟
آنکھ یوں اشکبار کب تک ہو؟
یہ خزاں یہ چمن میں پیلی رُت؟
جانے فصلِ بہار کب تک ہو؟

موسموں کے مزاج کی خاطر
میرے اُجڑے سماج کی خاطر
کُہنہ رسم و رواج کی خاطر
خواہش و احتیاج کی خاطر

کوئی تو میرے ساتھ آئے گا
روشنی کا عَلم اٹھائے گا

حکیم انتخاب محر

حنیف رامے کی جسارت

مساوات پارٹی کے سربراہ مسٹر حنیف رامے نے ملتان میں تقریر کرتے ہوئے شعائر اسلامی کے خلاف جس قسم کے گھناؤنے ریمارکس پھر ان کی اسلام دشمنی اور علماء کے خلاف سب شتم کھل کر سامنے آگیا ہے۔

رامے صاحب اس سے قبل بھی متعدد بار اسلام اور علماء کے خلاف ہرزہ سرائی کر چکے ہیں اور ان پر لے دے ہوتی رہی، اپنے دورِ اقتدار میں بھی انہوں نے بھٹو جیسے ظالم و جابر انسان کے سایہ میں کھڑے ہو کر خانیوال اسٹیڈیم میں تقریر کی تھی جس میں علماء کی ڈاڑھیوں کا مذاق اڑایا تھا اور علماء کے پیٹ تک پھاڑ دینے کی دھمکی دی تھی۔ اس کے بعد بھی وہ ملائیت اور ملّا کے مذہب کی پھبتی کستے رہے ہیں اور ببانگ دہل یہ کہتے رہے ہیں کہ اس ملک میں ملّا کا اسلام نافذ نہیں ہونے دیا جائے گا۔

مگر اس مرتبہ تو انہوں نے حد ہی کر دی کہ نماز ایسے بنیادی اسلامی شعار کی توہین و تضحیک تک سے گریز نہیں کیا اور بھارت کا ہوّا کھڑا کر کے کھلے بندوں یہ کہا کہ ہم جبری نمازوں کے ذریعہ بھارت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

رامے صاحب کے حالیہ ریمارکس نے پاکستان میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے ہیں وہاں ان سے متعلق یہ شبہ بھی اب یقین میں بدل گیا ہے کہ وہ پرویزی خیالات سے تعلق رکھتے ہیں۔ منکر حدیث ہیں اور قرآن کی من مانی تاویلات کرتے ہیں جو مشہور منکر حدیث مسٹر غلام احمد پرویز کا مذہب و عقیدہ ہیں۔

پرویز صاحب بھی اپنی تحریر و تقریر میں ملائیت اور ملّا کے مذہب کا راگ الاپتے رہتے ہیں اور رامے صاحب بھی مسلسل اپنی سُروں میں بول رہے ہیں۔ انکے خیال ہیں دین اسلام کا موجودہ ڈھانچہ جو صحابہ تابعین، محدثین اور علماء کے ذریعہ اسلاف سے اخلاق کی طرف منتقل ہوتا چلا آرہا ہے یہ غلط ہے اور وہ اب علیل و خرافات درست ہیں جو مسٹر غلام احمد پرویز نے اپنے ذاتی مطالعہ کی روشنی میں وضع کی ہیں۔

رامے صاحب یوں تو سیاسی پینترے بدلتے رہتے ہیں لیکن اپنے فکری سرمایہ سے جو انہیں پرویز کی تگ و کاوش سے میسر آیا ہے کبھی بھی دستبردار نہیں ہوئے خواہ وہ پیپلز پارٹی میں ہوں، مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لیں یا اب مساوات پارٹی کے نام سے ہل من مبارک کی صدائے بے ہنگام الاپتے پھرتے ہیں۔

پیپلز پارٹی میں سوشلزم کا ناقوس بجاتے رہے اور صوبائی اسمبلی میں قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر اسلامی سوشلزم کے تن مردہ میں جان ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے رہے بھٹو نے اس کے باوجود لفٹ نہ کرائی تو مسلم لیگ کو پناہ گاہ کے طور پر استعمال کیا۔ مگر بات بنتی نظر نہ آئی اور کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے کچھ دنوں منقار زیر پردہ کر اب مساوات کا صور پھونکنے نکلے ہیں۔ اور کیا یہ کہ شعار اسلامی کی توہین کیساتھ ساتھ مساوات کی کمر میں بھی لاشعوری طور پر چھرا گھونپ دیا۔ ظاہر ہے کہ اسلام میں مساوات کا سب سے عملی مظاہرہ نماز ہی ہے جسمیں بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہو جاتے ہیں اور اسطرح مساوات کا عملی سبق ایک صاحب ایمان کو دن میں پانچ مرتبہ دیا جاتا ہے۔

افسوس کہ رامے صاحب کے حالیہ خیالات سے جہاں نماز ایسے مقدس فریضہ کی توہین ہوتی ہو وہاں انکی مساوات کا بھانڈا بھی چوراہے میں پھوٹ گیا اسکے باوجود بھی اگر بعض سادہ لوح رامے صاحب کی بھول بھلیوں میں پھنسے رہیں اور انکے دام ہمرنگ زمیں کا شکار ہو جائیں تو انکے لیے دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ خدایا ان بے بصیرتوں کو بصیرت عطا فرما تاکہ یہ اپنے دوست اور دشمن کو پہچاننے میں کامیاب ہوں۔ اس سلسلے میں حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ رامے صاحب کی اس قسم کی گھناؤنی تقریروں کا نوٹس لے اور قانون کے تقاضے پورے کرے۔ اگر آج رامے صاحب کو اول فول بکنے کی کھلی چھٹی دی گئی تو کل کلاں کوئی اور ملحد و بے دین اس نوع کی جسارت کرے گا۔

بدلِ اشتراک

سالانہ -/۶۵ روپے

ششماہی -/۳۳ روپے

سہ ماہی -/۱۷ روپے

فی پرچہ

ایک روپیہ پچاس پیسے

یکے از مطبوعات

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

سرپرست

مولانا عبید اللہ انور

مدیر

اکرام القادری

مدیر معاون

عمیر الہاشمی

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۳

جمعۃ المبارک ۱۹ جنوری ۱۹۷۹ء ۲۰ صفر ۹۹ ہجری

رابطہ کیلئے ہفت روزہ ترجمانِ اسلام رنگ محل لاہور ۸

سرکولیشن منیجر کے قلم سے

۱۲ ربیع الاول کے بعد پاکستان میں بنیادی تبدیلیاں روپذیر ہونگی

اگر ہم اس سال انتخابات نہ کرا سکے تو حکومت چھوڑ دینگے

وفاقی وزیر برائے امور کشمیر و شمالی علاقہ جات حاجی فقیر محمد کا دورۂ لاہور

وفاقی وزارت کا قلمدان سنبھالنے کے بعد جناب حاجی فقیر محمد صاحب پہلی دفعہ لاہور تشریف لائے۔ تین دن لاہور میں قیام کیا، مختلف سرکاری و غیر سرکاری تقریبات میں شرکت فرمائی۔ ۴ جنوری کو وفاقی وزیر برائے امور کشمیر نے کشمیری مہاجرین کی بستیوں کا دورہ فرمایا۔ رحمان پورہ، سلطان پورہ میں جموں و کشمیر کے مہاجرین سے فرداً فرداً ملاقات کی۔ اور ان کے مسائل سنے اور ان کے حل کا مکمل یقین دلایا۔

۵ جنوری کو سرکٹ ہاؤس میں صبح ہی سے وفود سے ملاقات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔۔ اور تقریباً گیارہ بجے فلیٹیز ہوٹل میں لاہور کے وکلاء کی طرف سے دیئے گئے استقبالیے میں شرکت کی۔ بعد از دوپہر حویلی دھان سنگھ تیزاب احاطہ اور لنڈا بازار اور لوہا بازار گئے جہاں پر کشمیری تاجروں کی مشکلات سے آگاہی حاصل کی۔

۶ جنوری کو جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے مختلف اجلاسوں میں شرکت فرمائی اور ساڑھے تین بجے آپ کو کشمیری تاجروں کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں شرکت فرمانا تھی۔ آپ اپنے رفقاء مولانا محمد یوسف بہاولنگر، ندیم اقبال اعوان کے ہمراہ لنڈا بازار پہنچے جہاں پر جموں و کشمیر کے مہاجرین کی بھاری تعداد آپ کے لیے چشم براہ تھی۔ نماز عصر کے بعد تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد کشمیری رہنما شفیع محمد ابراہیم نے مختصر خطاب فرمایا اور وفاقی وزیر برائے امور کشمیر کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور اختصار سے اپنے مسائل سے آگاہ کیا۔

بعد ازاں انہوں نے اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے حالیہ تحریک نظام مصطفےٰ کی طرح پھر اپنے تعاون کا یقین دلایا اور انہوں نے کہا کہ ہم کاروباری حضرات انشاءاللہ زکوٰۃ میں انکم ٹیکس سے چار پانچ گنا زائد رقم فراہم کریں گے۔

اس کے بعد لوہا مارکیٹ اور لنڈا بازار کے نمائندہ نے اپنے مسائل سے آگاہ کیا اور پندرہ سال سے بیوروکریسی کے ناروا رویے کی شکایت کی اور ڈیڑھ سو دکانوں میں سے پچاس دکانوں کے مالکانہ حقوق کے جھگڑے کو حاجی فقیر محمد کے سامنے رکھا۔

انہوں نے کہا ہم لوگ حکومت کی مقرر کردہ رقوم ادا کرنے پر تیار ہیں تاکہ ہمیں مالکانہ حقوق مل سکیں۔ سابقہ حکومت اس سلسلے میں ٹال مٹول سے کام لیتی رہی۔ لیکن آج جب کہ آپ جیسے نیک اور دین دار حاکم زمام حکومت سنبھالے ہوئے ہیں تو یہ مسئلہ مستقل بنیادوں پر حل کیا جائے۔

اس کے بعد مولانا حمید الرحمٰن نے اپنے مختصر خطاب میں اپنے اسلاف کی اسلامی نظام کے سلسلہ میں کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج ہم اس منزل کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اور انشاءاللہ اس نظام کی برکات سے مسلم اور غیر مسلم سب مستفیض ہوں گے۔

آخر میں انہوں نے مرکزی وزیر کو مخاطب کر کے لنڈا بازار کے تاجروں کی اسلامی نظام کے سلسلہ میں جانی و مالی قربانیوں کو ہدیۂ تبریک پیش کیا اور حاجی صاحب سے ان کے مسائل پر خصوصی توجہ دینے کی اپیل کی۔ اس کے بعد کشمیری رہنما طاؤس خاں نے خطاب کیا۔

انہوں نے کہا ہمیں آج اس بات کی خوشی ہے کہ آج ہم جیسا شخص وفاقی وزیر ہے، ورنہ آج سے پہلے وزارت صرف وڈیروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی ہوا کرتی تھی۔ میں وزیر امور کشمیر سے گذارش کرتا ہوں کہ ہم کشمیری مہاجروں کی دکانوں کا جھگڑا نپٹا کر جائیں۔

اس کے بعد آپ کے مہمان خصوصی وزیر برائے امور کشمیر حاجی فقیر محمد کو دعوت سخن دی گئی۔۔۔۔ خطبۂ مسنونہ کے بعد آپ نے فرمایا:

باقی ص ۱۷ پر

رپورٹنگ الطاف حسین - بی اے، ایل ایل بی

اسلام سزاؤں کا نہیں بلکہ اصلاح کا نام ہے

وزارتِ اعلیٰ کے عہدہ سے استعفیٰ دینے پر مبارکباد

ٹیلیگراموں کی تعداد عہدہ سنبھالنے پر موصول شدہ ٹیلیگراموں سے دوگنی تھی!

وکلاء کے اجتماع سے مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کا پُرمغز خطاب

۵ جنوری بروز جمعہ جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور کے سیکرٹری حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ اور دیگر وکلاء نے صدر پاکستان قومی اتحاد مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کے اعزاز میں فلیٹیز ہوٹل لاہور میں استقبالیہ کا اہتمام کیا جس میں وکلاء کی کافی تعداد نے جمعیت علماء اسلام میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان فرمایا۔ اس تقریب میں حضرت مفتی محمود کے علاوہ وفاقی وزراء الحاج محمد زمان خان اچکزئی وزیرِ بلدیات، حاجی فقیر محمد خان وزیرِ امورِ کشمیر، سابق چیف جسٹس مسٹر بشیر الدین، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد اجمل نے شرکت فرمائی۔ تقریب کی مکمل رپورٹنگ نذرِ قارئین ہے: (الطاف حسین)

آج فلیٹیز ہوٹل کی اس تقریب کی یہ خصوصیت تھی کہ علماء اور وکلاء کی بھاری تعداد ایک جگہ اکٹھے ہو کر اسلامی نظام کے نفاذ کی تکمیل کے عزم کی تجدید فرمار۔

تقریب کا آغاز دس بجے ہونا تھا لیکن آدھ گھنٹہ زائد ہو چکا تھا کہ منتظرین میں ہلچل سی نمودار ہوئی پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ اپنے رفقاء کے ہمراہ شانِ قلندرانہ سے چلے آ رہے ہیں۔ تمام لوگ اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تقریب کی باقاعدہ کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد جہانگیر خان ایڈووکیٹ نے سرانجام دیئے اور انہوں نے لاہور کے ان وکلاء کے نام پڑھے جنہوں نے جمعیت میں شمولیت کی۔

اس کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم حضرت مولانا محمد اجمل کو دعوتِ سخن دی گئی۔ مولانا نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا

"میں آپ حضرات کے سامنے اختصار کے ساتھ چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اصل تقریر تو حضرت مفتی صاحب فرمائیں گے۔ آج کی اس تقریب کا منظر طبیعت پر مسرت و فرحت کے نقوش ثبت کر رہا ہے۔ وکلاء اور علماء کا یہ حسین امتزاج ہدیہ تبریک پیش کرنے کے قابل ہے، وکلاء جو کہ معاشرہ کا فہمیدہ جہاندیدہ اور سنجیدہ طبقہ ہوتا ہے اور پاکستان میں تو خصوصاً اس طبقہ نے ہر تحریک میں اہم کردار ادا کیا اور خصوصاً تحریکِ نظام مصطفیٰ میں تو انہوں نے بنیادی کردار ادا کیا ہے آج ان کی ایسی جماعت میں شمولیت جو کہ نظام مصطفیٰ کے لیے عملاً عمل پیرا ہے بہت بڑا قدم ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطاء فرمائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب نظام مصطفیٰ لانے میں مزید سہولت ہو جائے گی اور ہم نے تو یہ ملک صرف اسی مقصد کے حصول کے لیے بنایا تھا۔ رسول مقبولؐ نے جس معاشرہ میں اس نظام کو نافذ فرمایا تھا آج ہمارا معاشرہ بھی تقریباً اسی سطح پر پہنچ چکا ہے۔ عرب کے معاشرہ کو مشرف بہ اسلام ہونے سے پہلے اس وقت کے حکمران انہیں اپنی رعایا بنانا بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ لیکن اس کے بعد جب اسلامی نظام کا دَور دورہ ہوا تو پھر اسی معاشرہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ، فاروق اعظمؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جیسے عظیم المرتبت انسان سامنے آئے۔ آج وکلاء کی شمولیت سے یہ خوشی ہوئی ہے کہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس مقصد کے حصول کے لیے عملی طور پر سرگرم عمل ہو گیا۔

اس کے بعد جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور کے سیکرٹری حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ نے حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کو سپاسنامہ پیش کیا۔ انہوں نے وکلاء کی طرف سے مفتی صاحب کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور ان کی اسلامی نظام کے سلسلہ میں مساعی جلیلہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی قائد جمعیت مولانا مفتی محمود مدظلہٗ کو دعوتِ سخن دی گئی آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا

"جنابِ صدر محترم بھائیو! مجھے آج بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ حضرات سے ملاقات کا موقع فراہم فرمایا۔ آپ حضرات کے اسلام کے اس کارواں میں شامل ہونے کے اعلان پر میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ ہم تہیہ کر چکے ہیں کہ اس ملک میں صرف اسلامی نظام ہی نافذ ہو کر رہے گا۔ ایسے وقت میں وکلاء اور علماء کا اکٹھ فالِ نیک کی حیثیت رکھتا ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ صدر مملکت نے ۱۲ ربیع الاول کو چند اسلامی حدود اور تعزیرات کے نفاذ کا اعلان کیا ہے ان میں زنا، شراب، ڈاکہ وغیرہ سرِفہرست ہیں۔ لیکن بعض جدید قسم کے حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام صرف سخت سزاؤں کا نام ہے۔ میرے بھائیو! اسلام صرف سزاؤں کا نام نہیں بلکہ اسلام تو محض اصلاح کا نام ہے۔ اسلامی حکومت فی الواقعی تمام لوگوں کی ضروریات کی کفالت کرتی ہے۔ اسلام میں تو یہ بھی جائز نہیں کہ اسلامی حکومت کا کوئی بھی باشندہ بھوکا ہو۔ حضرت فاروق اعظم رض کا وہ تاریخی فرمان کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھوک سے مر جائے تو قیامت کے روز مجھ سے اس کی جوابدہی ہوگی۔ یہ بات دراصل اسلامی حکومت کا ان کی رعایا کے حقوق کی اہمیت کا فلسفہ بیان کرتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی خلیفہ کسی کتے کے بھوک سے مر جانے سے اتنا خوف زدہ ہے تو پھر انسانی بھوک کے سلسلے میں کتنا متفکر ہوگا اس کا آپ اندازہ کر لیں۔

پھر روٹی کپڑے کا سیاسی نعرہ نہیں بلکہ اسلامی حکومت کے تو فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ ہر شخص کو روٹی کپڑا اور رہائش فراہم کرے۔ اسی طرح اسلام جرائم کی روک تھام کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ بلکہ حد کے معنی روکنے کے ہیں۔ اسلامی سزاؤں کا مقصد جرائم روکنا ہے۔ آج دنیا میں سب سے کم جرائم سعودی عرب میں سرزد ہوتے ہیں۔ ایسا صرف اسلامی حدود کی برکات سے ہے ورنہ لندن دنیا کا مہذب شہر سمجھا جاتا ہے لیکن وہاں پر ڈاکہ، زنا، قتل و غارت بدامنی کی فراوانی ہے۔ اس کی وجہ غیر اسلامی قوانین جرائم کا سدِباب نہیں کر سکتے۔ سزا کا تو فلسفہ ہی یہ ہے کہ جرائم کی روک تھام ہو۔ اور یہ فلسفہ صرف اسلامی حدود و تعزیرات میں مضمر ہے۔ اسلام کسی شخص کے ہاتھ کاٹنے، سنگسار کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ بلکہ اسلام کو تو ان سزاؤں کی وجہ معاشرہ کو جرائم سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ اسلامی سزائیں بظاہر سخت نظر آتی ہیں۔ اسلام میں تو شبہ کا فائدہ بھی ملزم کو ہوتا ہے۔ میں آپ کو اس صحابی کا وہ تاریخی واقعہ سناتا ہوں جس نے زنا جیسے فعل کے سرزد ہو جانے کے بعد آخرت کی سزا سے بچنے کے لیے دنیاوی سزا کو ترجیح دی۔ جب یہ صحابی اپنے جرم کے اقرار کے سلسلہ میں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور حضور ؐ کے سامنے اپنا اقرار دہرایا تو آپ نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی اور یہی عمل آپ نے تین دفعہ دہرایا۔ پھر چوتھی دفعہ حضور ؐ نے فرمایا کہ آپ نے ہو سکتا ہے کہ اس جرم کا مکمل ارتکاب نہ کیا ہو لیکن یہ صحابی اپنے اس اقرار پر کہ مجھ سے زنا سرزد ہوا سختی سے ڈٹا رہا۔ نبی اکرم ؐ مجبور ہو گئے اور سنگسار کیے جانے کا فیصلہ صادر فرمانا پڑا جب اس شخص کو سنگسار کیا جا رہا تھا تو چند پتھر کھا کر وہ بھاگ نکلا لیکن صحابہ نے اسے پکڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیا جب یہ خبر حضور اکرم صلعم تک پہنچی آپ ؐ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ اگر وہ اپنے اقرار سے رجوع کرنے پر مجبور ہو گیا تھا اسے ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ اس نے خود اقرار کیا تھا اس کا جرم گواہوں سے ثابت نہیں ہوا تھا۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی قوانین میں کتنی لچک رکھی گئی ہے۔

اسلامی مشاورتی کونسل کے ارکان کا خیال تھا کہ آج کے دور میں زنا کی حد کے سلسلے میں سنگسار کرنے کی بجائے کیوں نہ گولی یا بجلی کے جھٹکے سے ہلاک کر دیا جائے۔ میں نے انہیں کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اس فعل کی سزا میں یہ ایک حکمت رکھی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص دوران سزا اپنے اقرار سے رجوع کر لیتا ہے تو سزا روک دی جاتی ہے اگر وہ گولی سے مار دیا جائے تو پھر وہ اقرار سے رجوع کیسے کر سکے گا اور اسی طرح ثبوت گواہوں سے ہوا ہے تو دوران سزا کوئی بھی گواہ اپنی شہادت میں تبدیلی کرے تو سزا روک دی جا سکتی ہے۔ گولی یا برقی رَو سے سزا دیئے جانے سے ملزم سے اس کا یہ حق چھیننے کے مترادف ہے۔

یہی وجہ ہے اسلام سزاؤں کے نفاذ کی بجائے جرائم کی روک تھام میں دلچسپی رکھتا ہے۔ سرقہ ڈاکہ، چوری کے سلسلہ میں کن کن اشیاء کی چوری میں ہاتھ کاٹے جاتے ہیں۔ قانون شہادت کے لیے کن کن شرائط کی ضرورت ہے۔ ان تمام مسائل پر فقہاء نے تفصیلاً بحث کی ہے۔ آپ قانون دان حضرات نے بھی ان تمام چیزوں کا شرعی خطوط پر مطالعہ کرنا ہے۔ علماء اور وکلاء کا کام ایک ہی ہے۔ صرف قانون میں فرق ہے۔

وکلاء کا جمعیت علماء اسلام میں شمولیت وقت کا تقاضا ہے۔ اس وقت ملت میں وحدت کی اشد ضرورت ہے۔ یہ مراحل ہم نے مل کر طے کرنے ہیں آپ نے دیکھا کہ حالیہ تحریک میں امت متحد ہو گئی اور یہ اتحاد دو مقاصد کے لیے تھا ایک منفی تھا اور دوسرا مثبت منفی مقصد ظالم حکمران کو ہٹانا اور مثبت مقصد اس ملک میں نظام شریعت کا عملی نفاذ۔ ایک مقصد میں ہم کامیاب ہو گئے لیکن دوسرا اور اہم مقصد اس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ تھا۔ یہ مقصد ابھی باقی ہے۔ جو لوگ اتحاد سے چلے گئے ہیں وہ لوگ واپس آ جائیں میں نے جلسوں اور اخبارات کے ذریعہ بھی ان کو واپس آنے کی دعوت دی ہے تاکہ اس عظیم مقصد کو متحد ہو کر حاصل کر سکیں۔ اگر ہم لوگ پہلے اکٹھے مل کر بیٹھ سکتے ہیں۔ اب کیوں نہیں۔ اس قوم کا مقدر اتحاد کے بغیر نہیں بدلا جا سکتا۔ میں ان حضرات کو دوبارہ واپس آنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اس کے باوجود کہ وہ لوگ میری ان اپیلوں کو بھی برا ماننے لگے ہیں۔ اتحاد کی اہمیت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اتفاق میں برکت ہے اور نفاق میں بے برکتی ہے۔ ہماری واپس لوٹ آنے کی دعوت برقرار ہے یہ انشاء اللہ ان کے دلوں پر اثر کر دے گی۔

میں مسلم لیگ کے بھی دونوں دھڑوں سے اکٹھے ہونے کی اپیل کرتا ہوں۔ ہمارے ملک کے مسائل تو پہلے بھی بہت زیادہ ہیں۔ ہم تو حکومت میں بھی محض اس وجہ سے شریک ہوئے ہیں تاکہ ان کے ساتھ مل کر کام کریں اور مشکلات پر قابو

بقیہ ص ۱۸

شکیل احمد

سینٹو سے علیحدگی

سینٹو سے علیحدگی کی بحث گذشتہ چند ماہ سے پھر شدت اختیار کر گئی ہے۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا ایک امریکی جریدے کو انٹرویو اس دوبارہ بحث کا نقطۂ آغاز قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایک عام آدمی کا ذہن مسلسل اس کشمکش سے دوچار ہے کہ ایک طرف ہم سب سینٹو کے بے فائدہ اور ناکارہ ہونے کی باتیں کرتے ہیں بلکہ بارہا اس کے باقاعدہ نقصانات بھی گنوانے لگتے ہیں اور اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز لوگ اس سے الگ ہونے کی باتیں بھی کرتے رہے۔ ہم نے کئی بار مختلف طریقوں سے عملاً اپنی دلچسپی کا اظہار بھی کیا ہے۔ مثلاً ایک عرصے تک پاکستان نے سینٹو کی جنگی مشقوں میں حصہ نہیں لیا۔ اس کی مجالس میں بارہا اپنے نمائندے نہیں بھیجے، اور یوں ایک عضوِ معطل بنے رہنے کے باوجود ہم نے ابھی تک اپنے آپ کو اس تنظیم سے الگ نہیں کیا، کیوں؟

اس سوال کے جواب میں ہمیں نہ صرف موجودہ بین الاقوامی صورتِ حال کو مدِنظر رکھنا ہوگا بلکہ ان بنیادی کمزوریوں پر بھی نگاہ رکھنا ہوگی جن کے باعث یہ تنظیم کبھی بھی بحیثیت ایک تنظیم کے نیٹو (NATO) کی طرح مؤثر ثابت نہ ہو سکی۔ اس ضمن میں کئی عوامل کی نشاندہی بھی کی جا سکتی ہے۔

۱۔ پہلے عرب لیگ جو کہ برطانیہ کے ایماء پر وجود میں آئی تھی اور پھر ترکی اور عراق کا باہمی معاہدہ جو امریکہ کے ایماء پر ۱۹۵۵ء میں کیا گیا اور معاہدۂ بغداد (بغداد پیکٹ) کے نام سے مشہور ہوا۔ درحقیقت دو مقاصد کے لیے وجود میں آئے تھے۔

اولاً برطانیہ اپنے براہِ راست اقتدار کے خاتمے پر عرب لیگ کی صورت میں ایک ایسی سیاسی تنظیم برقرار رکھنا چاہتا تھا جو اس کے مفادات کی نگہبانی کر سکے ... (ضمناً یہ عرض کر دوں کہ اس وقت عرب لیگ کی اس حیثیت نے روس کو اسرائیل کے قیام کے لیے سرگرم کیا تھا)

ثانیاً بغداد پیکٹ کی صورت میں امریکہ، روس کے اثر و نفوذ کی روک اور مشرقِ وسطیٰ پر اپنا کنٹرول، وسیع تر عسکری بنیادوں پر قائم کرنا چاہتا تھا۔ اس دوران مصری انقلاب کے بعد عرب لیگ استعماری تسلط سے نکل رہی تھی اور روسی اثرات تیزی سے پھیلنے لگے تھے جن کو روکنے کے لیے NATO کی طرز پر مشرقِ وسطیٰ میں بھی ایک عسکری و سیاسی تنظیم کی ضرورت وہائٹ ہاؤس میں محسوس کی گئی۔

ابتدائی طور پر ترکی اور عراق کو قریب لایا گیا اور پھر اسی سال نومبر تک ترکی اور عراق کے ساتھ پاکستان، ایران اور برطانیہ بھی شامل ہو گئے۔ امریکہ پسِ پردہ رہا، کیونکہ تنظیم ابتداء ہی سے اس نہج پر نہیں چل رہی تھی جس پر امریکہ اس کو چلانا چاہتا تھا یعنی عرب ممالک کی شمولیت۔

بالآخر جب عراق میں انقلاب آیا تو نئی قیادت نے قریباً وہی پالیسی اپنائی جس کی بنیاد صدر ناصر نے رکھی تھی۔ نتیجتاً عراق بغداد پیکٹ سے الگ ہو گیا۔ معاہدہ کا نام بدل کر سینٹو CENTO، یعنی CENTRAL TREATY ORGANIZATION رکھا گیا اور صدر دفتر بھی انقرہ (ترکی) منتقل ہو گیا، یوں امریکہ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ جب واحد عرب ملک عراق بھی اس سے نکل گیا اور اردن کو اس میں شامل کرنے کی کوشش ناصر اور شاہ سعود کے باعث پہلے ہی ناکام ہو چکی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ کبھی بھی اس تنظیم کا نہ تو باقاعدہ [illegible] اور نہ ہی اس نے اس تنظیم کو مؤثر [illegible] فعال بنانے میں کوئی دلچسپی لی [illegible] وہ "NATO" کی صورت میں [illegible] کر چکا تھا۔

دوسرے امریکہ [illegible]

سے بحیثیت مجموعی معاملہ کرنے کی بجائے انفرادی سطح پر تعلقات کو زیادہ اہمیت دی۔ اس رویے نے تنظیم کی افادیت اور فعالیت کو مزید کمزور کر دیا۔

۲۔ اس صورت میں جو ممالک اس میں شامل تھے ان کے مقاصد میں ہم آہنگی کا فقدان تھا۔

(i) امریکہ کمیونزم اور روس کو روکنا چاہتا تھا جبکہ پاکستان کا اصل مقصد بھارتی خطرے کا مقابلہ تھا۔ روس اور کمیونزم کی مخالفت اپنے مفادات سے زیادہ امریکہ کو خوش کرنے کے لیے کی گئی۔

(ii) ترکی جو کہ "NATO" کا باقاعدہ رکن ہے "CENTO" جیسی کمزور تنظیم سے اپنا کوئی مفاد وابستہ نہیں کر سکا۔ یہ محض امریکی خواہش تھی کہ تنظیم کو وسیع تر کیا جائے۔ دوسرے عرب ممالک کی مخالفت اور عدم دلچسپی نے امریکہ کو مجبور کیا کہ وہ ترکی کو اس میں شامل کرے تاکہ رکن ممالک کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکے ورنہ فوجی اور سیاسی نقطۂ نظر سے ترکی اپنا کردار پہلے ہی "NATO" میں ادا کر رہا تھا۔

(iii) باقی رہا ایران تو اس نے بھی "CENTO" کی بجائے اپنی انفرادی حیثیت میں امریکہ سے تعلقات قائم کیے اور یہی امریکہ کی پالیسی بھی تھی۔

۳۔ کیمپ ڈیوڈ کانفرنس (۱۹۵۹ء) جو روسی وزیرِ اعظم خروشچیف اور امریکی صدر آئزن ہاور کے درمیان ہوئی۔ اس نے امریکن پالیسی پر دُور رس نتائج مرتب کیے۔ امریکہ نے روس کے ساتھ مصالحانہ رویہ اختیار کر کے چین کا گھیراؤ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ دونوں چین کے خلاف متحد ہو گئے، تو دفاعی معاہدوں کا بنیادی مقصد جو امریکی نقطۂ نظر سے کمیونزم اور روس کے اثر و نفوذ کو روکنا تھا، کمزور پڑ گیا اور یوں امریکہ کے لیے دفاعی معاہدوں کی ضرورت کم ہو گئی۔

ان تین بنیادی وجوہات کی بنا پر یہ تنظیم اوّل دن سے ہی ایک پیدائشی طور پر لاغر اور کمزور بچے کی طرح پرورش پانے لگی اور کبھی بھی بحیثیت تنظیم کے قوت حاصل نہ کر سکی۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امریکہ کی فوجی اور اقتصادی امداد نے ابتدائی چند برس میں پاکستان کو احساسِ تحفظ دیا تھا۔ لیکن اس سلسلے میں دو باتیں فراموش نہ کرنی چاہئیں۔

اوّل یہ کہ یہ امداد کسی بھی دوسرے امریکی دفاعی معاہدے کے تحت دی گئی امداد کی نسبت کم تھی، خصوصاً اگر اس کا مقابلہ "NATO" سے کیا جائے۔

دوسرے یہ امداد دیتے وقت امریکہ کے پیشِ نظر ان ممالک کی انفرادی اہمیت اور حیثیت تھی، نہ کہ ان ممالک کی سینٹو میں شمولیت۔ نیٹو کے تحت دی جانے والی بیشتر امداد "NATO" کو دی جاتی ہے نہ کہ انفرادی ممالک کو جبکہ سینٹو میں معاملہ اس کے برعکس رہا۔

اس پس منظر میں اگر ہم دیکھیں تو دونوں "طاقتور اور کمزور" حلیف اس تنظیم سے غیر مطمئن رہے اور یہ پورا عرصہ دونوں اطراف ایک دوسرے سے اس کی شکایت بھی کرتے رہے، لیکن مقاصد میں ہم آہنگی کبھی بھی پیدا نہ ہوئی۔

امریکی حکمتِ عملی

اب آیئے موجودہ صورتحال کی طرف:

۱۔ ویت نام میں شکست کے بعد امریکی عوام اور کانگریس مستقبل قریب میں کہیں بھی براہِ راست اور مؤثر مداخلت کے لیے تیار نہیں ہو سکے۔ ثبوت کے طور پر افریقہ میں روس اور کیوبا کی حکمتِ عملی اور مسلح مداخلت کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ انگولا سے ایتھوپیا تک کہیں بھی امریکہ، روس کو نہیں روک سکا، بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں اب وہ براہِ راست مداخلت کا راستہ اختیار ہی نہیں کرتا، جیسا کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے انٹرویو میں کہا تھا کہ امریکہ اب براہِ راست مداخلت کی بجائے "علاقائی چودھریوں" کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے، اور ہمارے خطے میں صدر نے ایران اور بھارت کی طرف ان نام نہاد "چودھریوں" کی حیثیت سے اشارہ کیا تھا۔

مشرقِ بعید میں چین اور جاپان کو دوستی اور تعاون کے معاہدے میں منسلک کر کے اس نے روسی پھیلاؤ کے خلاف ایک نہایت مؤثر رکاوٹ کھڑی کر دی ہے، اور یوں چین اور امریکہ مل کر روس کو روکنا چاہتے ہیں، جس میں امریکہ زیادہ تر علاقائی طاقتوں پر انحصار کر رہا ہے۔

اس امریکی حکمتِ عملی کو مدِنظر رکھیں تو پاکستان کی حیثیت اور اہمیت امریکہ کی نظر میں اور بھی کم ہو گئی ہے، کیونکہ پاکستان، ایران اور بھارت جیسی علاقائی طاقتوں کے درمیان گھِرا ہوا ہے اور امریکہ ان ہی کی وساطت سے پاکستان پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا چاہتا ہے۔

دوسری بات سقوطِ ڈھاکہ اور تیسری بھارتی ایٹمی دھماکہ تھی، جس نے بھارت کو مقابلتاً ایک بڑی طاقت بنا دیا اور اسی نسبت سے پاکستان کی اہمیت امریکہ کی نظر میں اور کم ہو گئی۔

اگر ہم امریکی نقطۂ نظر سے اپنی حیثیت کا جائزہ لیں تو کیا ہم اس سے کچھ توقعات وابستہ کر سکتے ہیں جو ہماری سلامتی اور حفاظت کی ضمانت دے سکیں؟ صاف ظاہر ہے جب امریکہ ہمیں اپنی خارجہ پالیسی میں کوئی اہم مقام دینے کو تیار نہیں تو ہم اس سے کیسے مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ ہمیں وہ امداد اور تحفظات مہیا کرے جو وہ ابتدائی سالوں میں مہیا کرتا رہا ہے۔

ہمیں اگر اپنی حیثیت قائم رکھنی ہے اور اپنی ذات پر امریکی نقطۂ نظر سے نہیں

بلکہ اپنے مقاصد و عزائم کے حوالے سے نظر ڈالتی ہے تو ہمیں ایک ایسی خارجہ پالیسی مرتب کرنا ہوگی جو امریکہ سے کم سے کم توقعات وابستہ کرے اور ایک ایسی فعال (DYNAMIC) پالیسی ہو خود "نیا زمانہ نئے صبح و شام" پیدا کرنے کی اہلیت رکھتی ہو اور یقین رکھئے یہ باتیں محض خیالی اور جذباتی نہیں ہیں۔ مارشل ٹیٹو کا یوگوسلاویہ اس کی ایک زندہ مثال ہے۔

۲۔ سینٹو کو نہ چھوڑنے کے لیے اب تک ایک دلیل یہ دی جاتی رہی ہے کہ ایران بلکہ یوں کہئے کہ شاہ ایران کی یہ خواہش ہے کہ ہم سینٹو سے الگ نہ ہوں۔ ملک کے اندر شاہ ایران کی حیثیت جو اس وقت ہے اس نے اس دلیل کو بالکل پورا کر دیا ہے۔ ایران میں آئندہ کیسی بھی حکومت آئے، خواہ وہ خود شاہ کی اپنی ہی حکومت کیوں نہ ہو، وہ امریکہ کے اس قدر قریب نہیں ہوگی، جتنی کہ شاہ کی موجودہ حکومت ہے۔ آئندہ حکومت کمیونسٹوں کی ہو یا خمینی گروپ کی، امریکی حیثیت ایران کی خارجہ پالیسی میں خاصی کمزور ہوگی اور یوں طورخم تک روس کی آمد کے بعد ایران میں بھی ایک ایسی حکومت کا قیام جو کم از کم امریکی حلیف نہ ہو، ہمارے لیے اس امر کی قوی دلیل ہے کہ اب ہمیں اس پالیسی سے مراجعت کر لینی چاہیئے جو ہم نے ۱۹۵۰ء کے دہائے میں اختیار کی تھی۔

۳۔ رہی یہ بات کہ چین بھی یہ چاہتا ہے کہ ہم سینٹو سے منسلک رہیں۔ اول تو اس امر کی کوئی واضح شہادت موجود نہیں، کہ ایسا ہے اور ابوذر غفاری صاحب نے ۷، ار نومبر کے نوائے وقت میں اسی مفروضے پر انحصار کیا ہے۔ دوسرے چین کا مفاد اس میں ہے کہ ہم روس کے زیر اثر نہ جائیں اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے سینٹو کے علاوہ بھی ذرائع موجود ہیں، کیوں نہ خود چین ہی کی طرف رجوع کیا جائے جو ہر لحاظ سے ہمیں امریکہ کی نسبت بہتر دوست نظر آتا ہے۔

۴۔ سینٹو سے علیحدگی کا مطلب یہ ہوگا کہ عملاً ہماری خارجہ پالیسی میں بہتر MANOUR-ABILITY آجائے گی یعنی ہم ہر صورتحال سے بہتر اور مؤثر طور پر نمٹ سکیں گے اور روس کے اس مسلسل اعتراض کا شافی جواب بھی مل جائے گا جو اس نے آغا شاہی کی قیادت میں ماسکو جانے والے وفد کے سامنے ایک بار پھر دہرایا ہے کہ پاکستان سینٹو سے علیحدگی اختیار کرلے۔ ہر چند ہمارا جواب وہی تھا کہ یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے اور ہم اپنے مفادات کو مدنظر رکھ کر ہی فیصلہ کریں گے، اور میری رائے میں ہمارا مفاد سینٹو سے علیحدگی ہی میں ہے۔ اب جب کہ سینٹو ایک قطعی غیر مؤثر اور غیر مفید تنظیم بن کر رہ گئی ہے، اس سے وابستگی ہمارے خارجہ تعلقات میں خواہ مخواہ کی ایک رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔

۵۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ سینٹو سے علیحدگی کا مطلب یہ نہ لیا جائے کہ ہم خود بخود روس کے دست نگر بن جائیں گے، البتہ روس سے پہلے کی نسبت بہتر تعلقات کی امید ضرور رکھی جاسکتی ہے۔ چین کو ہم کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کر سکتے اور چین نہیں چاہتا ہے کہ ہم روس کے زیر سایہ چلے جائیں اور موجودہ صورت حال اس کی متحمل ہے کہ سینٹو سے الگ ہو کر چین سے مضبوط تر اقتصادی تعلقات قائم کریں۔ کیونکہ ڈیسائی حکومت کا امریکہ کی طرف جھکاؤ اور چین سے بہتر تعلقات کی شدید خواہش نے روس کو مضطرب کر رکھا ہے اور پاکستان اس سے کسی حد تک فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۶۔ سینٹو سے علیحدگی امریکہ سے مخالفت اور دشمنی مول لینے کے مترادف بھی نہیں ہوگی، کیونکہ ہم امریکہ کے دوسرے دوست چین کے بہت قریب ہوں گے اور خود امریکہ بھی اس علاقے میں مختلف ممالک سے انفرادی سطح پر ہی تعلقات قائم رکھتا رہا ہے اور سینٹو سے الگ ہو کر اگر ہم چاہیں تو امریکہ سے باہمی تعلقات خوشگوار رکھ سکتے ہیں۔

خارجہ پالیسی میں اس تبدیلی کا مطلب وہی ہوگا جو مولانا مفتی محمود نے اپنے حالیہ ٹی۔ وی انٹرویو میں کہا ہے کہ پاکستان کو غیر جانبداری کی پالیسی اپنانی چاہیئے۔ شاید موجودہ دور میں پاکستان کی نئی مجوزہ حکمت عملی کے لیے DYNAMIC BILATERALISM کی اصطلاح زیادہ بہتر ہوگی۔ یعنی فعال اور اثر آفریں دو طرفہ تعلقات کی پالیسی۔

حافظ ارشاد احمد دیوبندی

ہندوستان دارالحرب ہے

سب سے پہلا فتویٰ کس نے دیا

ہمارے اسلاف کا قافلہ ایسا جامع تھا جن کو بیک وقت علم شریعت وطریقت کے ساتھ علم جغرافیہ علم ہئیت، علم حساب، منطق وفلسفہ اور جمیع علوم پر دسترس ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر کمالات پر بھی عبور حاصل تھا گویا کہ وہ اپنی ذات سے آپ ہی انجمن تھے اسی مسلک مروارید کے ایک گوہر درخشاں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ گوناگوں صفات عالیہ کے مالک تھے، رہتی دنیا تک انشاء اللہ العزیز شاہ ولی اللہ قدس سرہ اور آپ کے خاندان کے احسانات کی یاد علمی حلقوں میں تازہ رہے گی، تفسیر قرآن شرح احادیث فقہی خدمات، تاریخ وسیر اور حق گوئی بے باکی کی داستان مرتب کرتے وقت مؤرخ کا قلم اس مقدس خاندان کے حالات وخدمات کے بغیر کسی صورت مکمل نہیں کرسکتا ممدوح موصوفؒ اپنے تاریخ ساز ولی من اولیاء اللہ والا ماجدؒ کی سند پر جلوہ گر ہوئے تو سامراج برطانیہ ہندوستان میں اپنے ناپاک پنجے گاڑ چکا تھا اور پوری قوم ظلم وستم کا شکار ہوچکی تھی مگر وہ جو ضرب المثل مشہور ہے کہ "لکل فرعون موسیٰ" حضرت شاہ عبدالعزیز مرحوم جو کہ صحیح طور پر وارث اور جانشین انبیاء کرام علیہم السلام کے عین مصداق تھے آپؒ حالات کا جائزہ لیکر میدانِ عمل کود پڑے اور آپ نے سب سے اوّل ہندوستان میں ایک فتویٰ جاری کیا کہ "ہندوستان دارالحرب ہے۔" یہ فتویٰ برصغیر کے کونے کونے میں پھیلایا گیا جس کے تاثر سے انگریز ظالم حکومت کی دیواریں ھل گئیں اور مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوگئے مگر انگریز کے تعاقب نے ایک عرصہ کے بعد ایک مسلمان کو خرید کر کے پھر ایک فتویٰ حاصل کیا جو کہ ایک کتاب "اعلام الاعلام بانؐ ہندوستان دارالاسلام" کے نام سے برصغیر میں پھیلایا یہ مردود فتویٰ جب مارکیٹ میں آیا تو علماء اسلام نے اس کا بروقت نوٹس لیا۔ انگریز اور اس کے حواریین کے خلاف عملی جدوجہد شروع کی جس کے باعث سینکڑوں علماء شہید ہوگئے مگر الحمد للہ کہ انگریز کو بھی بوریا بستر لپیٹنا پڑا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمتہ نے ایک دوسرا احسان قوم پر یہ بھی فرمایا کہ اس وقت شیعہ گروہ کو عروج حاصل تھا۔ آپ نے ردّ رفض میں ایک لاجواب کتاب بنام تحفہ اثنا عشریہ اس وقت کی مروّج زبان فارسی میں لکھی جب یہ مثل کتاب لکھنؤ پہنچی تو اس وقت لکھنؤ کا بادشاہ شیعہ تھا اس نے اپنے مکتب فکر کے تمام دانشوروں کو جمع کر کے کہا کہ اس کتاب کا جواب لکھئے مگر تحفہ کی زبان اس قدر فصیح وبلیغ تھی کہ اس کا جواب لکھنا ان کے لیے مشکل تھا سب نے عجز کا اظہار کیا مجتہدین کے انکار کے بعد خود بادشاہ نے قلم اٹھایا اور سینکڑوں صفحات سیاہ کر ڈالے مگر جب وہ کتاب شیعہ مجتہدین کے سامنے لائی گئی تو سب نے ٹھکرادی حتیٰ کہ نام تک پر بھی اتفاق نہ ہوسکا کیونکہ اس کتاب کا نام "ذوالفقار" تھا۔ تحفہ کے بالمقابل تلوار پیش کرنا بے وقوفی کے مترادف تصور ہوتا ہے پھر عبارت دیکھی تو سبحان اللہ مذکرّ ومؤنث کی تمیز بھی اٹھ چکی تھی بقول شاعر ؎

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے۔

یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ صراطِ مستقیم کی دعوت کے لیے کافی ہے اور اس کا جواب جیسا فصاحت وبلاغت میں دینا مشکل ہے ایسے ہی اس کے دلائل کا جواب ناممکن ہے۔

جامع العلوم مخزن الفیوض، شیخ الشیوخ فقیہہ اُمّت استاذ العلماء حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ جید عالم باعمل مجاہد فی سبیل اللہ ہونے کے ساتھ بہت بڑے مال دار آدمی بھی تھے مگر آپ نے ہمیشہ ہی درویشانہ زندگی گذارنے کو ترجیح دی اور خوف الٰہی سے ساری رات رو رو کر صبح کر دیتے کئی دفعہ ماں بھی شفقت مادری کی مناسبت سے دریافت کرتیں "بیٹا رشید احمد کیوں رو رہا ہے؟ بی بی نہ جانے حشر میں کون سے گروہ میں ہوں گا؟ بی بی اس تصور سے ہی میرا تو جی چھوٹ جاتا ہے پھر بچوں ہی کی طرح چیخیں مارنا شروع کر دیتے مگر صبح کو جب شریعت اسلامیہ کے رموز ونکات بیان کرنا شروع کرتے تو سبحان اللہ بڑے بڑے علماء کرام اور عابد زاہد حیران رہ جاتے آپؒ میں لطیف مزاح اور ظرافت بھی تھی جو کہ سنت کے عین مطابق تھی ایسی بات فرما دیتے کہ لوگ اسے سن کر خوب ہنستے مگر آپؒ ایسی حالت میں بھی تسبیح میں مشغول رہتے اور بہت ہی کم گو تھے مثلاً ایک مجلس میں فرمایا کہ آجکل ذرا ذرا سے بچے بھی شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، شیخ الادب کہلائے جانے پر نازاں ہیں مگر شیخ الشرارت کوئی نہیں کہلاتا اسی طرح ایک اور مجلس میں فرمایا جب دیوبند میں آپ کی تحریک پر معقولات میں سے صدرا، شمس بازغہ اور امورِ عامہ کی تعلیم کو بند کر دیا گیا تو ایک معلم نے جو معقولات پڑھانے میں ماہر تھا اور حضرت مرحوم کا معتقد بھی تھا کہا کہ حضرتؒ نے میرا معقول پڑھانا نہیں سنا ہوگا۔ اس لیے بند کر دیا ہے اگر سن لیتے تو ہرگز بند نہ کراتے اس کے جواب میں فرمایا کہ ایک ڈوم (میراثی) ہندوستانی عرب پہنچا ایک بدو کا گانا سنا تو حسرت سے کہا کہ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے کو حرام قرار دیا ہے افسوس آپ میرا گانا سن لیتے تو ہرگز منع نہ فرماتے طبیعت مجاہدانہ تھی اور حقیقت یہ ہے کہ آزادیٔ ہند کا سہرا ان ہی حضرات کے ماتھے پر سجتا ہے آپ نے جب

سرکار برطانیہ کے خلاف آواز بلند کی تو آپ کو گرفتار کر کے ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے ساتھ مظفر نگر جیل میں ڈال دیا گیا اس واقعہ کی خبر جب آپ کی زوجہ محترمہ مرحومہ کو ملی تو مسکرا کر فرمایا کہ میرے والدؒ کو آزادیٔ ہند کے سلسلہ میں پھانسی کی سزا دے دی گئی ہے اور میرا خاوند بھی زندان کا باسی ہے میں اپنے باپؒ اور شوہرؒ کی جرأت و بے باکی پر جتنا فخر کروں کم ہے! اللہ اکبر، آپ نے ۴۹ برس تک درس حدیث بھی دیا۔ تقریباً مسلم ممالک میں آپ کے شاگردوں کی ایک جماعت پھیلی ہوئی تھی تواضع، عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا کہ دوران درس زور سے بارش برسنا شروع ہو گئی طلباء اپنی اپنی کتابیں اٹھا کر حجروں میں چھپ گئے مگر اس شفیق استاد نے اپنی اوڑھنے والی چادر میں تمام غرباء، امراء، طلباء کی جوتیاں باندھی اور اندر لے آئے تا کہ طلباء کی جوتیاں بارش میں بھیگ نہ جائیں جب طلباء نے اپنے استاد شیخ الحدیثؒ کو دیکھا کہ آپؒ سب طلباء کے جوتے اٹھا کر لے آئے ہیں تو اکثر نے رو دیا مگر آپ نے فرمایا تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہو میں تمہارے جوتے اٹھانے میں سعادت سمجھتا ہوں آپ کے معتقدین اور متعلقین اب بھی آپ کے فراق میں یہ رباعی ورد زبان رکھتے ہیں ؎

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب
بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب
چونکہ شد خورشید مارا کرد داغ
چارہ بنود در مقامش جز چراغ

شیخ الاسلام جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہ برصغیر کے نامور محقق عالم دین تھے آپؒ حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے ہونہار سعادت مند شاگردوں میں سے تھے عرصہ تک آپؒ دیوبند کی مرکزی لاثانی اور بے نظیر درس گاہ میں تفسیر و حدیث کا درس دیتے رہے آپؒ کا شمار پاکستان کے بانیوں میں سے ہے اور پاکستان کی تحریک میں حضرت شیخؒ نے بڑھ کر حصہ لیا اور آزادی کے بعد اسلامی دستور کے نفاذ کے لیے بڑی جدوجہد کی آپ کی وفات کی خبر بہاولپور اسٹیشن پر جب حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو جناب مرزا جانباز صاحب نے دی تو حضرت شاہ جیؒ فوراً مولانا صاحبؒ کی جائے وفات پر پہنچے حضرت شاہ جیؒ کے فرمان کے مطابق مولانا مرحوم کی وفات سے خصوصاً پاکستان میں دیوبند کے مسلک کو بڑا دھکا لگا شاہ جیؒ نے مولانا کا چہرہ دیکھا تو نعش کو خطاب کر کے کہا ؎

تو چہ دانی؟ کہ چہ بر حافظ دل گیر گذشت
چوں صدی خواست کہ علامہ شبیرؒ گذشت
شارح مسلم وہاں صاحب تفسیر گذشت۔

الحمد للہ کہ

علمائے دیوبند کو اللہ تعالےٰ نے دین اسلام کی خدمت کے لیے خوب نوازا اور مقبول و برور فرمایا کہ جیسے ہی ملک کی خدمت گراں ان حضرات نے انجام دیں ویسے ہی قرآن کریم کی تفسیر احادیث رسول کی شرح اور فقہہ کی خدمت جہاں بھی گئے انکی بے لوث خدمات ملتی ہیں الحمد للہ اب بھی ملک و ملت کی خدمت کے لیے قدرت نے دیوبند کے ایک فرزند حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کو منتخب فرمایا ہے۔

حضرت مولانا مرحوم کو یہ بھی قدرت نے ملکہ تامہ عطا فرمایا تھا کہ آپؒ مشکل سے مشکل ترین مسائل آسانی سے قاری اور سامع کے ذہن نشین فرما دیتے آجکل بھی یہی روبہ ہے کہ ہر مسئلہ کو "کیوں؟" کہکر رد کر دیا جاتا ہے آپ نے اس "کیوں" کا رد کتنی خوبی سے کیا ہے فرماتے ہیں، لکڑی آگ میں ڈال دی اور آگ نے اس کو جلا دیا تو سوال ہو سکتا ہے کہ آگ نے اس کو کیوں جلا دیا؟ پانی آگ پر بہایا تو سوال ہو سکتا ہے کہ پانی نے آگ کو کیوں بجھا دیا؟ کسی نے زہر کھایا اور مر گیا تو سوال ہو سکتا ہے کہ زہر نے اس کو کیوں مارا؟ آم کے درخت پر صرف آم ہی کیوں لگتا ہے؟ یہ سوالات وہاں بھی پیدا ہو سکتے ہیں جہاں آثار کا صدور ارادہ اور اختیار کے توسط سے نہ ہو جیسے آگ کا جلانا زہر کا مار ڈالنا آم کے درخت پر صرف آم ہی کا لگنا، آگ اور آم کے درخت اور زہر کے اختیار سے باہر ہے لیکن اگر کہیں توسط ارادہ و اختیار بھی ہو تو وہاں یہ سوال اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے جیسے کوئی کافر اسلام لے آئے یا مسلمان مرتد ہو جائے والعیاذ باللہ منہ تو سوال کر سکتے ہیں کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ غرضکہ ہر چیز (کیوں) سوال کے تحت میں آسکتی ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا کہیں کیوں کا سلسلہ بند بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ آئیے اس کی تحقیق ہم کسی ملحد یا مادہ پرست کو سامنے رکھ کر یں مثلاً ایک شخص طاعون کی بیماری سے فوت ہوا تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ طاعون کیوں ہوا؟ جواب یہی ملے گا کہ زہریلے جراثیم پھیلنے کی وجہ سے پھر ہم دریافت کریں گے کہ جراثیم کیوں پھیلے؟ کہا جائے گا آب وہوا کی خرابی سے بس ابھی یا ایک دو کیوں کا جواب دے کر کیوں کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور سنئے آگ کیوں جلاتی ہے؟ اس لیے کہ اس میں حرارت مغروط ہے، حرارت مغروط آگ میں کیوں ہے؟ آگے کیوں کا سلسلہ بند ہو گیا اور اگر ساری دنیا کے فلاسفر اور حکماء بھی جمع ہو جائیں تو اس سے آگے کیوں کا جواب نہیں دے سکتے، پھر جو لوگ فاعل مختار یعنی رب العالمین کی قدرت کے منکر ہیں ان سے چند اور سوالوں کا جواب بھی اسی طرح دیکر فرمایا کہ ان چند مثالوں سے واضح ہو گیا کہ ہر چیز کی علت اور سبب کی تلاش اور کیوں کے جواب کا سلسلہ کوئی ہستی خواہ وہ خدا پرست ہو یا مادہ پرست ملحد ہو یا موحد زیادہ دور تک جاری نہیں رکھ سکتی اس کیوں کے سلسلہ کو بند کرنے میں ملحد اور موحد دونوں برابر ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم نے اس سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ اسلامی مسائل پر "یہ کیوں؟" کا سلسلہ منکرین اور فلاسفین بے دین لوگوں کی طرف سے غلط بھی ہے اور مکروہ بھی۔!

امام انقلاب ماہر سیاسیات حضرت مولانا عبید اللہ سندھی نور اللہ مرقدہٗ جنہوں نے بچپن میں کفر سے بغاوت کر کے اپنے آباؤ اجداد کے دھرم کو خیرباد کہہ کر حلقہ بگوش اسلام ہونے کے لیے ہجرت کو ترجیح دی چونکہ اسلام حاصل کرنے کی سعادت آپ کے مقدر میں تھی اس لیے متعدد مقامات میں شب و روز بسر کرتے ہوئے آپؒ دار العلوم دیوبند پہنچے اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ جیسے شیخ کامل سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ شیخ کی صحبت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا دل مضطر میں اسلام کی جو چنگاری موجود تھی وہ ایک بھڑکتے ہوئے شعلہ کی صورت اختیار کر گئی انگریز نے کام کی رفتار کا اندازہ لگا کر بغاوت کا مقدمہ چلایا آپ کے سر لانے کے لیے دشمن نے انعام مقرر کیا تو کھوٹے لالچی لوگوں نے آپ کا تعاقب کیا مگر ؎

دشمن اگر قوی است و نگہبان قوی تر است

مولانا مرحوم ہر سرحد سے جھول دے کر و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ پڑھتے ہوئے نکل گئے

اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی دیار غیر میں بھی اپنی خداداد قابلیت سے سامراج کے لوہے کو گرم کرکے ایسی کاری ضربات لگائیں کہ ایک طاقتور سلطنت میں دراڑیں پیدا کر دیں پھر آپؒ مقصد کے حصول کیلئے ملکوں ملکوں پھرے دیوانوں کی طرح ہر ہر کوچے میں آزادئ وطن کی آواز بلند کرتے رہے آپؒ صحراؤں اور بیابانوں میں پہنچے بڑے بڑے مشہور ملکوں میں بیٹھ کر انگریز ظالم کے خلاف علم جہاد بلند رکھا غیر مسلم ملکوں میں اسلام کی دعوت دی اور اسلام کی حقانیت پر خطبات دیئے اس دوران بانئ تحریک حضرت شیخ الہند قدس سرہ گرفتار ہو کر مالٹا جیل نظر بند کر دیئے گئے مگر آپ نے کام جاری رکھا حتیٰ کہ حضرت شیخ قدس سرہ کی رہائی اور پھر وفات کے بعد آپ کو ہندوستان آنے کی اجازت ملی آپؒ دہلی کے اسٹیشن پر اترے تو استقبال کرنے کے لیے ایک جم غفیر موجود تھا بلکہ بچہ بچہ اس مرد مجاہد کو ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کے لیے بے تاب نظر آتا تھا پلیٹ فارم پر آپ نے قدم رکھا تو نعروں کی گونج کانوں سے ٹکرائی آپ نے بگڑ کر فرمایا تم میرا استقبال کرنے کے لیے کیوں آئے ہو؟ کیا لوگوں نے انگریز کو اپنے ملک سے نکال دیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے جیسے شکوہ کر رہے ہوں کہ بزدلو میں نے ممالک غیر میں وہ کام کیا ہے جو تم سے اپنے ملک میں رہ کر نہیں ہو سکا مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو غداروں اور کاسہ لیسوں نے میرے شیخ کی بین الاقوامی تحریک کو نقصان دے کر غلامی کی گھڑیوں کو طول دے دیا ہے۔ اب مجھے کسی سے الفت نہیں رہی مجھے اب کوئی غذا اچھی نہیں لگتی۔ میرا فکر زخمی ہو چکا ہے میرا جگر مضطرب ہے آہ صد آہ میں کہاں سے آزادئ وطن کی دولت نایاب لیکر آپ کو مہیا کروں؟ ؎

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لیکر

چلو بے نمازیوں پر جہاد کریں

قافلہ عالیہ کی قرن اول کی یادگار جو مادر علمی دار العلوم دیوبند کے نام سے منسوب ہے اس قافلہ کا ہر فرد عجیب و غریب صفات کا حامل دکھائی دیتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ قدرت نے ان قدسی صفات حضرات کو ایسے پر فتن دور کی اصلاح اور استوار نے کے لیے اس وقت اس لیے پیدا اور ان وارثان انبیاءؑ کو ایسی عمدہ صلاحیتوں سے خوب نوازا کہ ہر فرد اپنے کام میں منفرد ہونے کے ساتھ ایک انجمن بھی معلوم ہوتا ہے ؎

سیاست، معرفت، انسانیت کے سب مسائل میں
جہاں دیکھو گے جب دیکھو گے پاؤ گے وہاں ہم کو
زمانے نے مٹانے میں اگرچہ کی ہے بے باکی
ہر اک منزل میں پاؤ گے نشان جاوداں ہم کو

اسی شجر طیبہ میں سے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ نے مرکزی کردار ادا کیا ہے آپ کا تاریخی نام اختر الیاس ہے حضرت شیخ الہند قدس سرہ اپنے اس عظیم شاگرد کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میں جب مولوی الیاسؒ کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ کرامؓ یاد آتے ہیں اسی طرح آپ کی نانی جو رابعہ سیرت بی بی تھیں جس نے آخری دور میں اکثر اوقات کھانا بھی ترک کر دیا تھا فرمایا کرتی تھیں "اخترؒ مجھے آپ سے صحابہ کرامؓ کی خوشبو آتی ہے اور کبھی فرمایا کرتیں کہ بیٹا کیا بات ہے؟ تیرے ساتھ مجھے صحابہؓ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں؟ یہ ریمارکس کسی عام آدمی کے نہیں بلکہ ان لوگوں کے ہیں جن کا تعلق رب ذو الجلال سے کامل و مکمل طور پر ایسا تھا جو کسی شاعر نے ترجمانی کر کے کہا ہے۔ ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار کی
ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

شاید صحابہ کرامؓ کو مولانا مرحوم کے ساتھ ان بزرگوں نے اس لیے دیکھا کہ جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تبلیغ اسلام کا جنونی جذبہ بحر و بر میں قریہ قریہ بستی بستی لیے پھرتا رہا اسی طرح حضرت مولاناؒ کو تبلیغ اسلام کا ذوق بھی قدرتی طور پر ایسا روائتی ملا کہ اب آپ کی وفات کے بعد بھی بر اعظم ممالک کے کونوں کونوں میں مخلصانہ تبلیغ کا قافلہ بے لوث مارے مارے پھر رہا ہے اسی طرح قدرت نے آپ کی روح کی تسکین کا خود ہی سامان پیدا کر دیا ہے تاریخ شاہد ہے کہ یہ ذوق مولانا مرحوم کو وراثت میں ملا آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ سے متعلق ہی روایت ہے کہ ایک مرتبہ اس فکر میں نکلے کہ کوئی مسلمان آتا جاتا نظر پڑے تو اس کو مسجد میں لے آئیں اور اس کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ لیں آپ کو چند مسافر نظر آئے ان سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا مزدوری کے لیے پوچھا کیا مزدوری ملے گی؟ انہوں نے مقدار بتائی فرمایا اتنی مزدوری اگر یہیں مل جائے تو جانے کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے منظور کر لیا تو آپؒ ان کو مسجد میں لے آئے اور نماز سکھانے اور قرآن پڑھانے لگے اور یومیہ مزدوری بھی ان کو دے دیتے کچھ دنوں کے بعد ان کو نماز کی عادت پڑ گئی اور مزدوری چھوٹ گئی اس کردار کے والدؒ کے بیٹے نے جنم لیا اور "الولد سر لابیہ" کے مصداق اپنے تبلیغی کام کی ابتداء ہندوستان سے شروع کی اور خود ۱۹۵۶ء میں عرب تک اس کو پھیلایا "اصلاح الناس" کا کام جتنا ضروری ہے اس کے لیے اس سے کہیں زیادہ اخلاص کی ضرورت ہے مولانا مرحوم کی طبیعت بچپن میں ہی اس طرف شدت سے مائل تھی چنانچہ آپ کے ایک ہمدرس کا قول ہے کہ جب ہم پڑھتے تھے تو ان دنوں مولانا محمد الیاس صاحبؒ ایک لکڑی لے کر میرے پاس آ گئے اور کہا آؤ چلو بے نمازیوں پر جہاد کریں بچپن میں ہی آپ حضرت شیخ فقیہ ملت مولانا گنگوہیؒ سے اتنا شدید تعلق تھا کہ رات کو اٹھ اٹھ کر اپنے شیخؒ کی صورت دیکھا کرتے تھے جس سے طبیعت کافی نرم پڑ گئی آپ کی مقبولیت کا اندازہ لگانا ہو تو کسی تبلیغی وفد کو دیکھ لو جو ہزاروں میل سفر کی صعوبت برداشت کر کے سردی و گرمی کی پرواہ کئے بغیر منزل مقصود کیطرف رواں دواں ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہمت و قوت میں مزید مخلصانہ اضافہ فرمائیں اللھم زد فزد اللہ تعالیٰ جمیع مسلمانوں کو بھی ان کے ساتھ عملی تعاون کی توفیق بخشے آمین۔

شفقت علی الخلق کی برکات

حضرت شیخ الہندؒ کے ایک اور شاگرد حضرت مولانا صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا خلیل احمدؒ صاحب کے حقیقی عمزاد بھائی تھے آپ کے نانا حضرت سید حسن عسکریؒ جن کے ساتھ بہادر شاہ ظفرؒ کو غیر معمولی عقیدت تھی مگر ۱۹۵۷ء میں جب ظالم سامراج دہلی پر قابض ہوئے اور بہادر شاہ ظفرؒ کو گرفتار کر کے رنگون جیل بھیج دیا تو انگریز نے حضرت شاہ حسن عسکریؒ کو بھی بے گناہ زیر عتاب بنایا۔

مولانا آزادؒ کا ارشاد

خدا کی آواز اس کے کاموں سے نکلتی ہے اور اس کی مشیت کی زبان ہے۔ تغیر و حوادث عالم کی زبان ہے۔

یہ سچ ہے کہ ہوا چراغ کو بجھا دیتی ہے۔ مگر کیا یہ بھی سچ نہیں کہ انگیٹھی کے شعلوں کو بھڑکا بھی دیتی ہے۔

آپؒ روپوش ہو گئے تو ظالم حکمران نے آپ کے عزیز و اقارب یعنی مولانا صاحبؒ مذکور کے والد ماجدؒ وغیرہ کو گرفتار کر کے ظلم کی انتہا کر دی جس کے باعث حضرت شاہ عسکری نے خود کو حکومت کے حوالے کر دیا چنانچہ اس ظالم حکومت نے حضرت شاہ عسکریؒ کو پھانسی کی سزا دیکر اس کی ساری جائداد بحق سرکار ضبط کر لی۔ اس خاندان کے چشم و چراغ حضرت شاہ حسن عسکری کے نواسے حضرت مولانا ممدوح مرحوم بڑے خوش نصیب بزرگ تھے اور آپ کی طبیعت میں بچپن سے ہی اسلامی خدمات کے حصول کے لیے رشک تھا چنانچہ آپ کے چچیرے بھائی اور نامور عالم دین حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ جب دیوبند پڑھنے گئے تو آپؒ بھی دیوبند گئے۔ انہوں نے قرآن شریف حفظ کیا تو آپ نے بھی قرآن شریف حفظ کیا وہ حضرت شیخ گنگوہی سے بیعت ہوئے تو آپؒ بھی حضرت شیخؒ ہی سے بیعت ہوئے ان کو دربار رشیدیہ سے اجازت خلافت ملی تو آپ کو بھی دربار رشیدیہ سے ہی اجازت خلافت ملی۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء حضرت خود فرماتے کہ مجھے تو مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی حرص منافعت نے بڑھایا ہے اب بھی اللہ تعالیٰ ایسی ہی حرص ہر ایک کو نصیب فرمائے حضرت مولانا مرحوم کے علو مرتبت کا پتہ مکتوبات گنگوہی سے لگتا ہے جس میں ۲۵ مکتوب حضرت شیخ گنگوہیؒ نے آپ کو لکھے ہیں جن میں سلوک و تصوف کے معارف و حقائق کے سمندر موجزن ہیں، سخاوت اور مہمان نوازی میں بھی آپؒ ید طولیٰ رکھتے تھے۔

چنانچہ روایت ہے کہ آپ کو جو پچاس روپیہ مشاہرہ ملا کرتا تھا وہ سب سخاوت میں غرباء پر خرچ کر دیتے وصال کے بعد آپ کے خزانہ کی پڑتال کی گئی تو صرف ایک آنہ برآمد ہوا۔ مولانا مرحوم کو کشف بھی کثرت سے ہوا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے پوچھا گیا کہ تم کیا پوچھتے ہو؟ میں نے اس وقت تین باتیں دریافت کیں جن میں ایک یہ بھی تھی کہ مجھ پر یہ انعامات کیوں ہوئے؟ تو جواب ملا کہ شفقت علی الخالق اور طلباء کرام کی خدمت کے باعث آپ نے براہ راست مرزا قادیانی علیہ ما علیہ سے مناظرہ بھی کیا جب کہ مرزا قادیانی اس وقت اپنے آپ کو مجدد کہلاتا تھا مولاناؒ کے سوالات پر مرزا سے کوئی جوابات صحیح نہ بن سکے تو مولانا مرحوم نے پڑھا فبھت الذی کفر یعنی تب حیران رہ گیا وہ کافر (ملخصاً فی تذکرۃ الخلیل)

مکتوب کوئٹہ

بلوچستان کے عوام

اپنے گردوپیش سے باخبر رہیں

جمعیت علمائے اسلام بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد نے کہا ہے کہ بلوچستان کے عوام کا اپنے آس پاس ہونیوالے واقعات پر کڑی نظر ہے۔ اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں جو کچھ ہوا پاکستان کے عوام ان اندوھناک واقعات کا تصور بھی نہیں کر سکتے وہ یہاں جمعیت علمائے اسلام کے کارکنوں سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ عوام متحد ہو کر ایسے عناصر کے خلاف صف آراء ہو جائیں۔ جو پاکستان کی نظریاتی اساس کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس موقع پر پیپلز پارٹی حرم زئی پشین کے رہنما حاجی عبدالولی کی سرکردگی میں مندرجہ ذیل افراد نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ سید نور الحق، سید عبدالسلام، سید پہلوان، عبدالاحد، سید عبدالحق، سید شاہ محمد، سید جمعہ داد، سید داد الحق، سید عبدالنافع، سید بسم اللہ، سید حاجی غفور، سید عبدالباقی سید ضیاء الحق، سید عبدالمنان، سید محمد نبی، سید عبدالباری، سید گل باران، سید اختر محمد، سید صاحب جان، سید محمد عظیم، سید علاؤ الدین، سید عبدالواجد، سید عبدالمنان ڈرائیور سید حبیب اللہ، سید عبدالمالک، سید عبدالحبیب، سید محمد صادق، سید محمد حسین، سید لیاقت علی سید میرا جان سید عبدالرقیب، سید عصمت علی، سید عبدالبصیر، سید تاج ملوک، سید الوجان، عبدالصمد، سید محمد سلیم، حاجی عبدالولی نے اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کے بعد کہا کہ ہم نے کافی سوچ سمجھ کے جمعیۃ میں شمولیت کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ اس وقت جبکہ ہر طرف سے لادینیت، قومیت کا پرچار ہو رہا ہے۔ جمعیت علمائے اسلام ہی وہ واحد جماعت ہے جس نے اسلامی نظام عدل کے لیے ہر دور میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ

مرکزی راہنماؤں کے تنظیمی دورے

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی راہنما مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ملک کے مختلف حصوں کے دورے کریں گے اور تنظیمی صورتحال اور رکن سازی کی رفتار کا جائزہ لینے کے علاوہ کارکنوں کے اجتماعات سے خطاب کریں گے۔

● — مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی ۲۴ر جنوری بروز بدھ کو تحصیل گوجرانوالہ کے مقامات جلہن، نوکھر اور پنیا کھ اور ۲۵ر جنوری بروز جمعرات کو لدھے والا وڑائچ، مرالی والا اور کھیالی کا دورہ کریں گے۔ ضلعی راہنما ڈاکٹر غلام محمد، حافظ گلزار احمد آزاد اور صوفی حسین احمد آپ کے ہمراہ ہوں گے۔

● — مرکزی نظماء مولانا غلام ربانی اور مولانا زاہد الراشدی ۲۷ر جنوری بروز ہفتہ سے ۸ر فروری بروز جمعرات تک صوبہ سندھ کا تفصیلی دورہ کریں گے صوبائی نائب امیر مولانا محمد مراد اور ناظم حاجی کرامت اللہ بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے۔

● — مرکزی نائب امیر اول مولانا محمد شریف وٹو اور مرکزی تنظیمی کے رکن مولانا منظور احمد چنیوٹی ۲۸ر جنوری اتوار سے ۳۱ر جنوری بدھ تک ضلع اٹک اور ضلع راولپنڈی کا تنظیمی دورہ کریں گے۔

● — مرکزی نائب امیر اول حضرت مولانا محمد شریف وٹو اور مرکزی نظماء مولانا قاضی عبداللطیف اور مولانا زاہد الراشدی ۱۷ر فروری ہفتہ سے ۲۲ر فروری جمعرات تک بہاولپور ڈویژن کا تنظیمی دورہ کریں گے۔ مولانا محمد یوسف بھی آپ کے ہمراہ ہونگے۔

● — مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی اور مرکزی تنظیمی کمیٹی کے رکن مولانا منظور احمد چنیوٹی ۳ر مارچ ہفتہ سے ۱۵ر مارچ جمعرات تک صوبہ سرحد کے جنوبی اضلاع

اسلامی نظام کے نفاذ میں اب کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی

وزیر صحت میر صبیح صادق کھوسو کا خطاب

گوجرانوالہ ۔ نمائندہ خصوصی : وفاقی وزیر صحت میر صبیح صادق کھوسو ۲۹ دسمبر کو ایک روزہ دورہ پر گوجرانوالہ تشریف لائے آپ جب کینال ریسٹ ہاؤس پہنچے تو ضلعی حکام کے علاوہ پاکستان قومی اتحاد کے راہنماؤں مولانا زاہد الراشدی خان دستگیر خان ، میر کاظم علی شاہ اور جمعیت علماء اسلام راہنماؤں ڈاکٹر غلام محمد اور حافظ گلزار احمد آزاد نے آپ کا خیر مقدم کیا جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے نائب امیر مولانا محمد مراد بھی آپ کے ہمراہ تھے ۔

وفاقی وزیر صحت نے ریسٹ ہاؤس میں شہریوں کے وفد اور ضلعی حکام سے مختلف عوامی مسائل پر تبادلۂ خیالات کیا اور حکام کو ان کے حل کے لیے ہدایات دیں اس کے بعد آپ ٹاؤن ہال میں سیمنٹ ڈیلرز ایسوسی ایشن پنجاب کے سالانہ کنونشن میں بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے اور ایسوسی ایشن کے مطالبات سنتے ہوئے انہیں یقین دلایا کہ وہ وفاقی کابینہ کو ان کے مسائل سے آگاہ کریں گے اور متعلقہ وزیر سے بھی اس سلسلہ میں بات چیت کریں گے ۔ کنونشن سے ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کے علاوہ مولانا زاہد الراشدی اور مولانا محمد مراد نے بھی خطاب کیا ۔ جناب میر صبیح صادق کھوسو نے نماز جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں ادا کی اور نماز سے قبل شہریوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان قومی اتحاد نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے حکومت میں شمولیت اختیار کی تھی اور اب اس کی طرف پیش رفت کا آغاز ہو گیا ہے اس لیے اب اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی ۔ آپ نے بتایا کہ ۱۲ ربیع الاول سے اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے متعدد عملی اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔ اجتماع سے مولانا محمد مراد نے بھی خطاب کیا اور اسلامی نظام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی مولانا زاہد الراشدی نے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کی شبانہ روز قومی سرگرمیوں پر خراج تحسین پیش کیا نماز جمعہ کے بعد مقامی جمعیت کے راہنما علامہ محمد یوسف عثمانی نے معزز مہمان کے اعزاز میں ظہرانہ دیا جس میں ممتاز شہریوں اور جماعتی کارکنوں نے بھی شرکت کی اس کے بعد آپ نے باغبانپورہ میں شہریوں کے اصرار پر گندہ نالہ دیکھا اور گندگی کی صورت حال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے موقع پر موجود حکام کو ہدایت کی کہ وہ اس سلسلہ میں فوری کارروائی کریں ۔

سہ پہر تین بجے جمعیت اہل السنت والجماعت گوجرانوالہ نے جناب میاں رفیق انور کی قیام گاہ پر وفاقی وزیر صحت کے اعزاز میں عصرانہ دیا جس میں شہریوں علماء کرام اور سیاسی راہنماؤں نے کثیر تعداد میں شرکت کی اس موقع پر سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے جناب صبیح صادق کھوسو نے شرکاء کو یقین دلایا کہ ۱۲ ربیع الاول سے اسلامی نظام کے نفاذ کا عملی آغاز کر دیا جائے گا اور اس سلسلہ میں اب مایوسی یا شک و شبہ کی کوئی وجہ نہیں اس موقع پر جمعیت کے ایک نوجوان کارکن محمد سرور انصاری جو تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران پیپلز پارٹی کے غنڈوں کی فائرنگ سے زخمی ہو گئے تھے اور ابھی تک بستر علالت پر ہیں وفاقی وزیر صحت سے انہیں ملایا گیا جناب صبیح صادق کھوسو نے محمد سرور اور ان کے والد مولوی شہاب دین صاحب انصاری سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ اس نوجوان کا حکومت کی طرف سے سرکاری ہسپتال میں بلا معاوضہ علاج کرائیں گے ۔

نماز عصر عصرانہ کی تقریب کے ساتھ ہی ادا کی گئی اور وزیر صحت نے خود امامت کے فرائض سرانجام دیئے اس کے بعد آپ مولانا زاہد الراشدی کی معیت میں گکھڑ تشریف لے گئے جہاں آپ نے نماز مغرب کے بعد جامع مسجد گکھڑ میں شہریوں کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت کے اقدامات سے آگاہ کیا ۔ جمعیت علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر نے وفاقی وزیر صحت کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کے عوام نے صرف اور صرف اسلامی نظام کے لیے قربانیاں دی ہیں اور وہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے بغیر کسی صورت مطمئن نہیں ہوں گے ۔ جلسہ کے بعد آپ مقامی جمعیت کے راہنما جناب صوفی نذیر احمد کاشمیری کی طرف سے دی گئی چائے کی پُر تکلف دعوت میں شریک ہوئے ۔

سلسلہ وار ڈائری — راؤ منور احمد خاں

ضلع قصور میں اسّی مقامات پر رکنیّت سازی کی مہم جوش و خروش سے جاری ہے

عوام کی بھاری تعداد جمعیۃ میں شمولیّت اختیار کر رہی ہے۔

کارکردگی و جائزہ رپورٹ جمعیّت علمائے اسلام ضلع قصور

"چیف رپورٹر ۱۳ جنوری" ضلع قصور میں جمعیۃ کا آغاز ۱۹۵۶ء سے پہلے ہی ہوگیا تھا لیکن قصور علیحدہ ضلع بنا تو پھر جمعیۃ کی تنظیم نو ہوئی اور اس کے بانیوں میں مولانا مفتی محمد شریف، مولانا جمیل احمد میواتی، مولانا طیب شاہ ہمدانی، سید قاسم شاہ صاحب حاجی محمد شفیع قاری حبیب اللہ حاجی رحمت اللہ راؤ تاج محمد، راؤ محمد حسین ایڈووکیٹ مولانا عبد الغنی کوٹ رادھا کشن اور دیگر حضرات شامل ہیں۔ ان حضرات نے ابتداء میں جمعیۃ کو ضلع میں متعارف کرایا اور اس کے پروگرام کو عوام تک پہنچایا۔ اس وقت ضلع کے صدر مفتی محمد شریف اور جنرل سیکرٹری سید قاسم شاہ صاحب ہمدانی اور نائب صدر حافظ عبد القیوم راؤ محمد حسین ہیں۔ جبکہ سیکرٹری اطلاعات محمد یونس بھٹی ہیں۔

قصور سٹی

شہر جمعیۃ کے صدر چوہدری حاجی فضل حسین اور جنرل سیکرٹری محمد حنیف ظفر ایڈووکیٹ ہیں جائنٹ سیکرٹری میاں محمد صاحب اور خزانچی حاجی معراج دین ہیں۔ جبکہ تحصیل قصور کے صدر مولانا مقبول الرحمٰن انوری اور جنرل سیکرٹری مولانا مختار احمد ہیں۔ قصور شہر میں جمعیۃ کے راہنماؤں اور ورکروں نے ۱۹۷۳ء کی بحالی جمہوریت کی تحریک ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریک ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور کردار ادا کیا خصوصاً ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریک میں مجلس عمل کے صدر چوہدری فضل حسین سید طیب شاہ ہمدانی نے ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں مولانا مقبول الرحمٰن انوری، سید طیّب شاہ ہمدانی، سید قاسم شاہ، محمد یونس بھٹی حنیف ظفر ایڈووکیٹ قاری حبیب اللہ نے خاص کردار ادا کیا۔ اس وقت شہر اور تحصیل میں پوری سرگرمی کے ساتھ رکنیت سازی کی مہم جاری ہے مقامی جمعیۃ کے راہنما اور کارکن خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں۔ ۸۰ مقامات پر رکنیت سازی کا کام ہو رہا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ جمعیۃ میں شامل ہو رہے ہیں رکنیت سازی کے بعد جب جماعت کی تنظیم قائم ہوگی جمعیۃ ضلع میں سب سے زیادہ مؤثر قوت ہوگی رکنیت سازی کی مہم میں چوہدری فضل حسین سید طیب شاہ ہمدانی مولانا مقبول الرحمٰن انوری محمد حنیف ظفر ایڈووکیٹ، قاری حبیب اللہ محمد یونس بھٹی پیش پیش ہیں۔

پتوکی

پتوکی میں جمعیۃ کے راہنماؤں اور ورکروں نے تحریک میں خاص کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۳ء کی تحریک بحالی جمہوریت ہو یا ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت یہاں کے ساتھی جماعتی پلیٹ فارم سے تمام تحریکوں میں ہراول دستہ کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔ مفتی محمد شریف صاحب جو کہ ضلع کے صدر بھی ہیں یہاں کے رہنے والے ہیں ان کے علاوہ قاری محمد ابراہیم میواتی حافظ عبد القادر انور حاجی رحمت اللہ جماعت کے مقامی راہنما ہیں اس وقت یہاں بھی رکنیت سازی کی مہم بڑے زور شور سے جاری ہے۔ تمام جماعتی دوست اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں، یہاں خصوصی طور پر مفتی محمد شریف صاحب قاری محمد ابراہیم حافظ عبد القادر انور، حاجی رحمت اللہ اور سردار عارف اس کام میں پیش پیش ہیں۔

چونیاں

چونیاں میں جماعت تو ۱۹۷۰ء سے بھی پہلے کی موجود تھی لیکن سرگرمی کے ساتھ کام ۱۹۷۵ء سے کیا ہے۔ اس وقت تحصیل کے صدر مولانا نواب دین اور جنرل سیکرٹری مولانا عبد السبحان ہیں نائب صدر راؤ محمد حسین ایڈووکیٹ حاجی غلام رسول، ناظم مولوی مشتاق احمد اور ناظم اطلاعات قاری محمد ابراہیم مفید ہے خزانچی حافظ محمد یعقوب اور سالار ظفر اقبال ہیں یہاں بھی ہر تحریک میں جماعت کے ورکروں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا خصوصاً ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں یہاں نوجوان طالب علم راہنما جمعیۃ طلباء اسلام ضلع قصور کے سابق صدر حافظ مسعود الحسن کا کردار قابل تعریف ہے۔ یہاں بھی رکنیت سازی کی مہم بڑے زور و شور سے جاری ہے نئے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔

بھائی پھیرو

یہاں ۱۹۶۹ء میں تنظیم کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا اور اس کے بانیوں میں راؤ محمد حسین ایڈووکیٹ راؤ تاج محمد شیخ محمد حنیف رانا عبد الکریم، نیاز محمد ہیں ۱۹۷۰ء میں یہاں سے مولانا جمیل احمد میواتی نے جماعت کے ٹکٹ پر انتخاب میں بھی حصہ لیا تھا۔ یہاں بھی ہر تحریک میں جماعت کے کارکنوں نے قابل تعریف کردار ادا کیا۔ اس وقت بھائی پھیرو اور اس کے گرد و نواح میں رکنیت سازی کی مہم پوری جد و جہد کے ساتھ جاری ہے اور اس میں کارکن اور راہنما خصوصاً راؤ تاج محمد راؤ محمد حسین ایڈووکیٹ، مولانا محمد طیب صاحب ہارونی سرائے مغل مولانا عبد الکریم اور بہت سے ساتھی خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں۔

ضلع قصور میں جماعتی آرگن کی

توسیع اشاعت مہم

یوں تو پورے ضلع میں جماعت کے ورکر رکنیت سازی مہم کے ساتھ ساتھ جماعتی آرگن ہفت روزہ

"ترجمان اسلام" کی توسیع اشاعت میں مہم میں دلچسپی لے رہے ہیں لیکن ان میں خصوصی طور پر قصور شہر سے چوہدری فضل حسین مولانا مقبول الرحمن انوری ۔ محمد ادریس بھٹی ۔ پتوکی سے مفتی محمد شریف صاحب حافظ عبدالقادر انور، چونیاں سے مولانا نواب دین، بھائی پھیرو سے راؤ تاج محمد اس وقت پوری سرگرمی کے ساتھ توسیع اشاعت کا مہم جاری رکھے ہوئے ہیں قصور جمعیۃ کے صدر چوہدری فضل حسین جو کہ شہر کے با اثر آدمی ہیں انہوں نے اپنے ذاتی اور جماعتی اثر و رسوخ کی بنا پر جماعت بہ حیثیت دوستوں سے پورے سال کی رقمیں لے کر رسالہ کو لائبریری قصور بار، گورنمنٹ کالج، گرلز سکول، پبلک لائبریری ہائی سکول اور دیگر یہاں جتنے بھی ادارے ہیں ان کو جاری کرا دیا ہے تاکہ اس طرح جماعت کا پروگرام ان اداروں کے ذریعہ عوام میں جائے۔

ضلع میں جماعت کا قیمتی سرمایہ

لیں تو پورے ضلع میں جماعت کے پاس بہت سے ورکر ہیں اور افرادی قوت کے اعتبار سے جمعیۃ تمام جماعتوں سے آگے ہے لیکن ان میں سے اہم ورکر جو کہ ہر وقت جماعت کی آواز پر لبیک کہتے ہیں جنہوں نے تحریک میں بھی بھرپور حصہ لیا اور اب رکنیت سازی کی مہم میں کام کر رہے ہیں درج ذیل ہیں قصور، غلام حیدر سردار علی، صابر علی شہزادہ۔ شوکت علی۔ عبدالرحمن چوہدری۔ عمر دین جٹ، محمد احسن محمد بشیر حاجی گلزار احمد عبدالرحمن۔ تحصیل چونیاں مولوی محمد حسین، چوہدری مہر خان، سردار عبدالرزاق، چوہدری محمد یونس کنگن پور، مستری رفیع الدین حافظ محمد شریف، حافظ عبدالرحمن چوہدری محمد یوسف۔ عبداللہ بشیر احمد جذباتی، چوہدری حاکم علی۔ ولی محمد مولوی اسماعیل خان، نیاز احمد۔ پتوکی محمد خالد گھمن مستری رفیع الدین، ڈاکٹر غضنفر علی۔ مولوی محمد اسحاق، امام دین نمبردار حکیم عبدالرشید۔ محمد اسحاق نمبردار کوٹ رادھا کشن مولانا تاج دین مولانا عبدالغنی، مولوی محمد صدیق، صوفی سردار علی، ملک شاہ محمد سابق چیئرمین، چوہدری نور محمد، محمد یعقوب محمد معصوم قاری محمد حسن ناصر، چوہدری اصغر علی۔ بھائی پھیرو حکیم نیاز علی، حافظ عبدالرحمن ۔ میاں بہاء الدین رحمت ۔ سردار محمد علی، سردار جان محمد انعام الحق، اکرام الحق۔

مسائل ضلع قصور

قصور شہر کے مسائل میں سیمنٹ کھاد کی نایابی ٹوٹی ہوئی سڑکیں، شکستہ گلیاں، ہیلتھ میڈیکل آفیسر کا نامناسب رویہ، انتظامیہ کا عدم تعاون اور افسر شاہی عوام کے مسائل سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتی۔ اس کے علاوہ یہاں کے عوام کا مطالبہ ہے کہ یہاں سے بکر منڈی کو شہر سے باہر دور نہ لے جایا جائے جبکہ بلدیہ قصور شہر سے ۳ کلو میٹر دور لے جانا چاہتی ہے اس سے عوام کی مشکلات میں اضافہ ہوگا اور اس سے لوگوں پر بوجھ پڑے گا گرانی میں اضافہ ہوگا اس لیے اس کو شہر سے دور نہ لے جایا جائے۔

چونیاں: یہاں بھی کھاد، سیمنٹ بالکل نایاب ہے، سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں اور یہاں کے ڈویلپمنٹ افسر محمد یعقوب بھٹی مرزائی ہے اور سڑکوں کے ٹھیکے بھی مرزائیوں کو دیتا ہے عوام کا مطالبہ ہے اس کو فوری معطل کیا جائے کلب کی تعمیر بند کی جائے۔

بھائی پھیرو مونجی خرید کے سلسلہ میں گورنمنٹ نے جو ڈیلر مقرر کئے ہیں وہ انتظامیہ کے مل بھگت کر کے حکومت کے ریٹ سے ۱۰ روپے من … باسمتی مونجی خرید رہے ہیں اور دو دو ماہ تک عوام کو پیسے نہیں ادا کیے جاتے عوام کو اس سے سخت پریشانی ہے کھاد یہاں بالکل نایاب ہے اس سے آئندہ فصل پر بھی اثر پڑ سکتا ہے۔ پتوکی یہاں بھی سیمنٹ، کھاد ٹرانسپورٹ کا ناقص انتظام اس کے ساتھ ہی واٹر سپلائی، سیوریج کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ بلدیہ شہر کی صفائی کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتی، تمام ضلع میں انتظامیہ کا رویہ عوام کے ساتھ درست نہیں۔ افسر شاہی کو عوام کے مسائل سے کوئی دلچسپی نہیں یہ قصور ضلع کے اہم بنیادی مسائل ہیں جن کی طرف حکومت کی فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

بقیہ : استقبالیہ

پانے میں ہاتھ بٹا سکیں۔ اتحاد اس یقین دہانی پر کہ الیکشن کے انعقاد اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے بھرپور کوشش کی جائے گی حکومت سے تعاون پر تیار ہوئے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں خاصی پیش رفت ہوئی ہے۔ اگر ہم نے محسوس کیا کہ ان مقاصد کے حصول میں پس و پیش شروع کر دیا گیا ہے تو پھر ہم حکومت چھوڑ دیں گے۔

میں نے تو اس وقت جبکہ میں با اختیار وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد تھا جب اپنے مقاصد کے حصول میں رکاوٹیں دیکھیں تو فوراً مستعفی ہوگیا تھا اور ایسا قدم اٹھانے پر مجھے مبارکباد کے جو تار وصول ہوئے ان کی تعداد ان تاروں سے دوگنی تھی جو مجھے وزارت اعلیٰ کے عہدہ سنبھالنے پر موصول ہوئے تھے۔ آخر میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی نظام کے قیام کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتی صاحب کی تقریر سن کر وکلاء میں سے دو اور وکلاء نے شمولیت کا اعلان کیا۔

آج کی اس تقریب کے صدر صوبہ سرحد کے سابق چیف جسٹس جناب شبیر الدین صاحب تھے سب سے آخر میں انہیں دعوت سخن دی گئی۔ جسٹس صاحب نے سب سے پہلے وکلاء کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے حضرت مفتی محمود مدظلہ کے اعزاز میں دی جانے والی اس تقریب میں مجھے بطور صدر مدعو فرمایا۔

جسٹس صاحب نے مزید فرمایا

"کہ مفتی صاحب ایک جید عالم دین ہیں جنہوں نے قوم کی خدمت کے سلسلہ میں بھٹو جیسے آمر سے ٹکر لینے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ لیکن اپنے راستہ پر گامزن رہے۔ جب آپ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے تو اس وقت آپ نے جوا، شراب اور ناچ گانے پر پابندی عائد کر دی تھی۔ اس سلسلہ میں اور بھٹو سے کسی قسم کی سودے بازی نہ کی۔

جن وکلاء نے آج جمعیت علماء اسلام میں شمولیت اختیار کی ہے میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ آپ حضرات اسلامی قوانین کا مطالعہ کر کے حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔

اس طرح ساڑھے گیارہ بجے اس پر شکوہ تقریب کا اختتام ہوا اور بعد ازاں ہوٹل کے وسیع ہال میں شرکاء کی تواضع کی گئی۔

بقیہ :۔ انٹرویو حاجی فقیر محمد

" صاحب صدر ! میرے عزیز دوستو اور بھائیو ! باتیں کافی ہو چکی ہیں ۔ میں سب سے پہلے آپ کے مسائل کی بجائے تمام حضرات کی توجہ بنیادی مقاصد کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ پاکستان کا قیام صرف اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے عمل میں لایا گیا تھا ۔ لیکن ہم نے تیس سال ضائع کر دیئے ۔ لیکن آج آپ حضرات تاجر ، وکلاء ، علماء کی مساعی رنگ لائی اور اسلامی نظام کے لیے ماحول سازگار ہو گیا ، اور آج اسلامی ممالک میں بھی یہ بات کہی جا رہی ہے کہ پاکستان میں ایک ایسا نظام رائج کیا جا رہا ہے جو ہم تمام کے لیے مشعل راہ ہو گا ۔ لیکن آج سے پہلے ہم نے علماء کی قدر نہیں کی ۔ آج بھی آپ میری تقریر مولانا حمید الرحمٰن سے زیادہ دلچسپی سے سن رہے ہیں اس لیے کہ میرے پاس ٹوٹی پھوٹی کرسی ہے ۔ آپ حضرات علماء کی صحیح قدر پہچانیں ۔

ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم اسلام آباد چاہتے ہیں لیکن آپ نے دیکھ لیا کہ ہم نے اسلام آباد کو بھی اسلام کے لیے استعمال میں لانا شروع کر دیا ۔ ہمارا حکومت میں شمولیت کا مقصد ملک میں نظام مصطفےٰ کے لیے راستہ ہموار کرنا ، اور منصفانہ انتخابات کرانا ہے ۔ اس سلسلہ میں یکم محرم کو اعلان ہو چکا ہے اور انشاءاللہ ۱۲ ربیع الاول کے اعلان کے بعد آپ حضرات کو بھی سعودی عرب کی طرح دکانوں پر تالوں کی ضرورت نہ ہو گی ۔

سعودیہ میں ڈاکہ ، زنا اور چوری نہیں لیکن یہ تمام چیزیں پاکستان میں بہ افراط ہیں ، کیونکہ یہاں اسلامی قوانین نہیں ، جب اس ملک میں بھی اسلامی نظام نافذ ہو جائے گا تو اس سے ہر طبقہ فائدہ اٹھائے گا ۔ مزدور ، کسان ، طالب علم ، علماء تمام مطمئن ہوں گے ۔ اس سے پہلے ان تمام طبقات میں منافرت پھیلائی گئی ۔ ان کا مقصد لڑاؤ اور حکومت کرنے کا تھا ۔ اسلام میں ہر آدمی کو اس کا جائز حق ملتا ہے اور ہر آدمی دوسرے شخص کے حقوق کا خیال رکھتا ہے ۔ اسلام کا فلسفہ یہ ہے کہ تمام لوگوں کے حقوق پہچانیں ۔ اسلام میں حقوق دیئے جاتے ہیں اور دوسرے فلسفوں کے تحت حقوق چھینے جاتے ہیں ۔

ہمارا دوسرا مقصد ملک میں انتخابات کا آزادانہ اور منصفانہ انعقاد ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے حکومت میں شمولیت میں پانچ ماہ کا عرصہ سوچ بچار میں لگا دیا ۔ ہم چور دروازے سے حکومت میں شامل نہیں ہوئے ۔ ہم نے یہ اقدام عوام کے مفاد کے لیے اٹھایا ہے اور آئندہ ہم انشاءاللہ عوام کی طاقت کے بل بوتے پر حکومت کریں گے کیونکہ عوامی حمایت کے بغیر بھٹو جیسا آمر بھی حکومت نہ چلا سکا ۔

" آپ بتائیں کہ ان دو مقاصد میں کچھ پیش رفت ہوئی " ۔ ۔ ؟

تمام حضرات نے اثبات میں جواب دیا ۔

ہم اس سال انتخابات نہ کرا سکے تو ہم واپس آ جائیں گے ، ہم اس کرسی سے خوش نہیں ہیں کیونکہ یہ کرسی عیاشی کی نہیں ، انتہائی ذمہ داری کی ہے ۔ ہم دن رات کا چین کھو کر اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں ۔ سابقہ حکومتوں کو احساس نہ تھا ۔ اس لیے وہ پریشان نہیں ہوتے تھے ۔ وہ آپ کے قریب رہتے ہوئے بھی آپ کے مسائل کی طرف توجہ نہ دیتے تھے لیکن ہمیں احساس ہے اس لیے میں کتنی دور سے آپ کے پاس آپ کے مسائل کے حل کے لیے آیا ہوں ۔ رہا آپ کا مسئلہ تو میں لنڈا بازار ، لوہا مارکیٹ شہید گنج میں کشمیری مہاجرین کی جائیداد اور دکانوں کا مسئلہ جائز طریقہ پر حل کر دوں گا ۔ میں اس سلسلہ میں بھٹو کی طرح دعووں کا قائل نہیں ہوں ۔ میں یہ آپ کے ووٹ حاصل کرنے کی وجہ سے نہیں کہہ رہا ہوں ۔ ہم تمام کام اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

میں ملمع سازی اور دھوکہ بازی کا قائل نہیں ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ آپ حضرات بھی نظام شریعت کے عملی نفاذ میں اپنا حصہ ادا کریں ۔ ۔ ۔ ۔

بقیہ :۔ انٹرویو مولانا مفتی محمود

مفتی صاحب نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا :

" اصل بات یہ ہے کہ اسلام خواہ مخواہ کسی کو اذیت دینا چاہتا ہے نہ سزائے موت ۔ ادنیٰ سے شبہ سے قاضی کو کہا گیا ہے کہ مجرم کو شک کا فائدہ دے کر معاف کر دو ۔ جیسا کہ ارشاد ہے " ادرؤا بالشبہات " یا " ادرؤا الحدود ما استطعتم " سنگساری سے مارنے کی حکمت ہی یہی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ چند پتھر کھا کر اپنے اعتراف سے رجوع کر لے ایسی صورت میں اسلام اس کی سزا معاف کر دیتا ہے ۔ ظاہر ہے اس سے اس کی جان بچ سکتی ہے ۔ گولی ، تلوار ، یا کسی دیگر ذریعہ سے قتل کرنے سے یہ منشاء حاصل نہیں ہو پاتا ۔ اس کو وہ موقع ہی نہیں مل پائے گا کہ اپنے اعتراف سے رجوع کر سکے شاید بعض لوگوں اور ممالک کی طرف سے سنگساری کی سزا کے خلاف بھڑکائی جانے والی نفرت کس بناء پر لوگ پتھروں سے ڈرتے ہوئے مدافعانہ رویہ اختیار کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اس سے سزا نہ دی جائے ۔ اس کو اہل مغرب وحشیانہ اور ظالمانہ کہہ دیتے ہیں حالانکہ ان نادان دوستوں کو اسلام کی حکمت کا علم نہیں کہ دوسروں کی جان بخشی میں استیصال جرائم کے ساتھ ساتھ رحمت ہی رحمت ہے ۔ اگر سنگساری اتنی ہی وحشت ناک معلوم ہوتی ہے تو بھی یوں ہو سکتا ہے کہ پتھروں کے بجائے کسی دیگر آلۂ جارحہ سے اس کو ہلکا سا زخم لگایا جائے پھر دوسری جگہ ہلکا سا زخم لگایا جائے اس طرح اس سے اس کو تکلیف کا احساس دلا کر رجوع کا موقع فراہم کیا جا سکتا ہے ۔ اس طرح چار گواہوں کی شہادت کی بناء پر اگر مجرم کو رجم کیا جا رہا ہو تو بھی اسلام نے شرط عائد کی ہے ۔

اولاً :۔ قاضی اور گواہ بوقت رجم موجود ہوں بلکہ پتھر مارنے میں پہل کریں اور اگر دوران رجم کوئی گواہ اپنی گواہی سے منحرف ہو جائے تو اس وقت مجرم سے سزا موقوف ہو جائے گی اور اس کی جان بخشی کا موقع مہیا ہو جائے گا اگرچہ گواہ پر حد قذف لگے گی ۔ لیکن متہم زنا کی جان تو بچ جائے گی جبکہ گولی یا برقی جھٹکا کی سزا سے ایسا ممکن نہیں ہو سکتا ہے ۔ تاہم یہ بھی ملحوظ رہے کہ رجم سے اگر کسی کو ختم کر دیا جاتا ہے تو ظاہر ہے موت تو بہت اذیت ناک ہو گی لیکن دوسروں کے لیے سامان عبرت تو فراہم کرے گی جو کہ انسداد جرائم کے لیے مجوزہ مغربی نظریہ کی رو سے بھی مانع ثابت ہو گی ۔ چونکہ اگر زانی کے وجود کو صفحہ ہستی سے

انٹرویو

محمد لطیف ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل

سنگساری کی سزا باعث رحمت ہے

اسلام میں زنا کی سزا شادی شدہ اشخاص کے لیے سنگساری اور غیر شادی شدہ اشخاص کے لیے سو درے ہیں۔ سو دروں کی سزا کے بارے میں تو زیادہ اعتراض نہیں کیا جاتا۔ لیکن سنگساری کی سزا کو بہت ہی سخت بتلایا جاتا ہے۔ اسلام دشمن لوگ تو اس سزا کو وحشیانہ اور ظالمانہ بتلاتے ہیں لہٰذا بعض مسلمان بھی مخالفین کے پروپیگنڈے سے مرعوب ہو کر اس کو سخت قرار دینے لگے ہیں اور دبے لفظوں میں سنگساری کی بجائے کسی اور طریقے سے زانی کو جان سے مار دینے کے لیے استدلال کرنے لگے ہیں مثلاً پھانسی، گولی یا تلوار سے گردن اڑا دینا یا بجلی کے جھٹکے سے ختم کر دینے کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا ایسے لوگ زبان سے تو نہیں لیکن دل سے سنگساری کو وحشیانہ تسلیم کرتے ہوئے مدافعانہ رویہ اختیار کرنے لگے ہیں اور اس کی سزائے موت میں تبدیلی کو بہتر سمجھتے ہوئے اسلامی سزا کو غیر حکیمانہ متصور کرنے لگے ہیں۔ اسلام نے سنگساری کی سزا کیوں نافذ کی جبکہ اس زمانہ میں بھی بجلی کے جھٹکے اور گولی کے علاوہ جان سے مار دینے کی ایک ذرائع موجود اور مروج تھے۔ آئیے اس بارے میں مولانا مفتی محمود پاکستان قومی اتحاد کے صدر کے خیالات سے آگاہ کریں (بندہ نے حضرت مفتی صاحب سے ماہ جولائی کے دوران سول ہسپتال کراچی میں اس موضوع کے بارے میں انٹرویو لیا آپ کے خیالات ملاحظہ ہوں)۔

حضرت مفتی صاحب کے انٹرویو کی روئیداد ملاحظہ ہو۔

س : حضرت مفتی صاحب اسلامی سزائیں بظاہر بہت اذیت ناک معلوم ہوتی ہیں خصوصاً زنا کی سزا رجم بہت اذیت ناک معلوم ہوتی ہے اس سے انسان کی زندگی بہت آہستہ آہستہ ختم ہوتی ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہو سکتا کہ گنہگار کو آہستہ آہستہ موت کے گھاٹ اتارنے کے بجائے بیک قلم موت کی نیند سلا دیا جائے۔ اور کیا اس بارے میں اجتہاد کر کے کہ زنا کی سزا موت قرار دے دی جا سکتی ہے اور مجرم کو گولی کا نشانہ بنا دیا جایا کرے۔

ج : مفتی محمود صاحب : زانی کو گولی کا نشانہ بنانے یا اس کا سر قلم کر کے یا کسی اور طریقے سے جس سے اس کی فوری طور پر موت واقع ہو جائے۔ سنگساری کی سزا دینا باعث رحمت ہے۔ چونکہ اس میں اس کی جان بخش کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔؟

س : وہ کیونکہ جناب، سنگساری کے تصور سے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں؟ ایسی اذیت کی سزا اور بجلی کے جھٹکے سے جو کہ چند سیکنڈ میں جان لے لیتا ہے، کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ یہ بات ہماری سمجھ سے تو بالاتر معلوم ہوتی ہے؟ ذرا اس کی وضاحت فرمائیے؟

ج : دیکھو بھائی۔ بجلی کے جھٹکے سے آن واحد میں انسان اس جہان فانی سے گزر جاتا ہے اس کے بعد اس کی واپسی ممکن ہی نہیں۔ جبکہ رجم میں ایسا نہیں ہے۔ پوری ۱۴ سو سالہ کی تاریخ میں ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا جس میں زانی کو چار گواہوں کی گواہی بنا پر سزا دی گئی ہو۔ چنانچہ عہد رسالت سے لے کر اب تک کسی زانی کو کوئی ایک بھی واقعہ ایسا نہیں بتایا جا سکتا جس میں زانی کے اعتراف کی بناء پر رجم نہ کیا گیا اور رجم کی حالت یہ ہے کہ اگر مجرم پہلا پتھر لگتے ہی اپنے اعتراف سے رجوع کر لے تو اس کی سزا معاف ہو جاتی ہے تو کیا اس رجوع سے اس کی جان بچ جائے گی یا نہیں؟ حالانکہ کسی اور ذریعے سے موت کی سزا دینے سے آن واحد میں مجرم کی جان اس کے قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہوتی ہے۔ چنانچہ جب حضرت ماعز اسلمی کے بارے میں صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ چند پتھر لگنے کے بعد بھاگ نکلا لیکن انہوں نے ان کو پکڑ کر سنگسار کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ "تم نے ان کو چھوڑ دیا ہوتا" باقی صفحہ پر

ماسٹر محمد عمر خان گڑھ

شیخ طریقت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رح

حضرت شیخ طریقت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ ٹھیک ایک سال پہلے یکم جنوری ۱۹۷۸ء کو ہم سے جدا ہوئے آپ پنجاب میں صف اول کے روحانی پیشوا اور علمی مقتدا تھے جن کے فیض علمی و روحانی سے ایک عالم مستفیض ہوا آپ کی وفات حسرت آیات سے ایک علمی اور روحانی خلا واقع ہوا ہے جس کو پُر کرنا محال ہے۔ آپ کی ذات اقدس قرون اولیٰ کی تصویر تھی آپ کے معاصرین میں سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ الحال عمرہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالغفور مدنی عباسی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مجھے یاد ہے آپ فرمایا کرتے تھے ہم نے دارالعلوم دیوبند کا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جس میں اگر استاذ العلماء شیخ الحدیث محدث امت حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری تھے تو مہتمم حضرت مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کو حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے زانوئے تلمذ کا شرف بھی نصیب ہوا۔ آپ بیک وقت سلسلہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ تمام سلاسل سے مجاز تھے۔ حضرت قطب زماں مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد امیر دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے شمار ہوتے تھے۔ آپ کا روحانی فیض ملک کے چاروں صوبوں کے علاوہ کشمیر، گلگت تک پہنچا۔ آپ نے دس مرتبہ حجاز مقدس کا مبارک سفر اختیار فرمایا سات حج اور تین عمرے کئے۔

جمعیت علماء اسلام سے والہانہ تعلق

آپ کو جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ اکابر کی نسبت کی وجہ سے بہت محبت تھی آپ فرمایا کرتے تھے میں شرح صدر سے کہتا ہوں جمعیۃ علماء اسلام حق پر ہے۔ حضرت شیخ الاسلام لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ آپ کی خانقاہ عالیہ جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین کی آماجگاہ تھی۔ آپ زندگی کے آخر ایام میں بعض نامساعد حالات سے پریشان ہو کر دیار حبیب مدینہ منورہ اقامت اختیار کرنے کا مصمم ارادہ فرمایا تو حضرت امیر العلماء درخواستی صاحب مدظلہ نے استخارہ کے بعد فرمایا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں آپ اپنے روحانی چشمۂ فیض کو پاکستان میں جاری رکھیں یہاں زیادہ ضرورت ہے مجھے غیبی اشارہ ایسے ہی ہوا ہے تو آپ اس حکم کو سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا حضرت! میں آپ کے حکم کی سرتابی کیسے کر سکتا ہوں۔ چنانچہ ارادہ منسوخ فرما دیا۔

آپ کا در اقدس ہر بڑے چھوٹے امیر غریب کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ بڑے سے بڑے مخالف کے ساتھ ایسی راحت اور رحیمیت سے پیش آتے جس سے وہ حضرت رح کے مشفقانہ اور ملاطفت بھرے برتاؤ سے متاثر ہو جاتا آپ بہت حلیم اور جمالی شان کے مالک تھے جس طرح آپ کا قلب اقدس وسیع تھا اسی طرح لنگر بھی وسیع تھا۔ مدرسہ کے طلباء سے بڑی شفقت سے پیش آتے تھے اور ان کی اخلاقی اصلاح کی طرف بہت توجہ دیتے تھے آپ کی بارعب اور بردبار شخصیت سے بڑے بڑے شریر طالب علم بھی دم نہیں مار سکتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے استاد کی شفقت ماں سے زیادہ اور رعب سلاطین سے بھی زیادہ ہو آپ کی ذات اقدس شفقت اور رعب دونوں کی جامع تھی۔ امیر العلماء حضرت درخواستی مدظلہ العالیہ کے فرمان پر ۷۷ء کے قومی اسمبلی کے الیکشن میں امیدوار بنے تو بڑے بڑے سرمایہ داروں کے مقابلے میں ڈٹ گئے ۴۵ ہزار ووٹ حاصل کئے تو فرمایا ہم نے سوشلسٹوں کے مقابلہ میں اپنے احباب اور ووٹروں کے دین کو تو بچا لیا ہے۔

۱۹۷۶ء کو حضرت قائد جمعیت مفتی صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی صاحب کو فرمایا "حضرت! ملک کا حال سنائیں" مفتی صاحب مدظلہ نے فرمایا "حضرت دعا کریں ہمیں وقت کے بہت بڑے ظالم سے واسطہ ہے" آپ نے فرمایا "سائیں میں آپ کی ترقی اور صحت سلامتی کے لیے دن رات دعا کرتا رہتا ہوں۔

اتباع سنت کی تاکید

آپ زندگی کے آخری ایام میں صاحب فراش ہو گئے تو آپ کی علالت کو سن کر ملک کے دور دراز علاقوں سے متعلقین ہر وقت آتے رہتے تھے وفات سے چند روز پیشتر بندہ حاضر خدمت ہوا تو اس وقت پچاس ساٹھ آدمی چارپائی کے اردگرد موجود تھے فرمایا مجھے اٹھاؤ تکیے کے سہارے بٹھایا گیا آپ نے نحیف آواز سے فرمایا اور بچے تبلیغ توحید و تبلیغ اتباع سنت اور ذکر کی کثرت کرتے رہنا اور قرآن کی خدمت کو اپنے لیے ذریعۂ نجات سمجھنا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو تو (رو کر فرمایا) مجھے بھولا ہوا سمجھ کر مجھے معاف کرنا اور میرے حسن خاتمہ کی دعا کرتے رہنا ان الفاظ کو سن کر تمام حاضرین آبدیدہ ہو گئے۔

آپ کی ساری زندگی تبلیغ توحید و تبلیغ اتباع سنت میں گزری آپ فرمایا کرتے تھے اگر ہماری کوشش اور سعی سے ایک بچی یا ایک بچہ بھی ہدایت پر آگیا اور اللہ والا بن گیا وہ ہماری بخشش کے لیے کافی ہے

آخری وقت

آپ زندگی کے آخری ایام میں مجموعۂ عوارض بن گئے تھے۔ بواسیر کی تکلیف اور گردہ کی کمزوری نے آپ کو نڈھال کر دیا مرض الوفات سے دو دن پیشتر آواز بند ہو گئی غشی طاری ہو گئی۔ جب آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرنے لگی تو موقعہ پر موجود صاحبزادگان فرماتے ہیں اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلب اقدس سے اسم ذات اللہ اللہ کی آواز آنا شروع ہو گئی وفات کے بعد قلب اقدس سے حرکت جاری رہی جسے ڈاکٹروں نے دیکھ کر حیرانی کا اظہار کیا وفات کے بعد چہرہ انور سے خاص انوار صاف نظر آتے تھے اور چہرۂ انور سے ایسے معلوم ہوتا تھا آپ لقاء محبوب کے اشتیاق میں مسکرا رہے ہیں ؎

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

مکتوب ڈیرہ اسماعیل خان

مولانا نور محمد کی رہائی کا مطالبہ

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کی مجلس عمومی کا اجلاس جامع مسجد کلاں میں مولانا عبدالقدوس صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔

اجلاس کا آغاز قاری محمد یوسف صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مولانا عبدالقدوس صاحب قاضی عطاء اللہ صاحب مولانا علاؤالدین صاحب اور مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کلاچوی نے اجلاس سے خطاب کیا۔ ملکی حالات پر بیان کیے گئے ان پر تبصرہ کیا گیا۔ اور تجاویز قراردادوں کی شکل میں پاس ہوئیں۔ جدید ممبر سازی کا آغاز ہوا۔ علاقوں میں ممبر سازی کے لیے فارم کاپیاں تقسیم کی گئی جن کی تفصیل دوسرے رجسٹر میں درج ہے۔

فیصلہ ہوا کہ چار فروری بروز اتوار دوسری میٹنگ منعقد ہوگی۔ جس میں ممبر سازی کا جائزہ لیا جائے گا متعلقہ کارکنوں سے تاکید کی گئی۔ کہ میعاد مقررہ تک کاپیاں پر کر کے لائیں۔

درج ذیل قراردادیں اتفاق سے منظور کی گئیں۔

۱ - جمعیۃ علماء اسلام ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا یہ اجتماع حضرت مولانا بنوری صاحب کے بھائی کی وفات حسرت آیات پر دلی افسوس کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

۲ - یہ اجتماع حکومت پاکستان سے پر زور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ مولانا نور محمد صاحب کو جو کہ بھٹو کے مظالم کا شکار ہوئے ہیں۔ کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور ان کے رفقاء کو بھی رہا کیا جائے۔ چونکہ مولانا نور محمد صاحب ایک جید عالم ہیں۔ اور محب وطن بھی اس لیے ان کو اور ان کے رفقاء کو قید میں رکھنا۔ زیادتی ہے اس لیے ان کی رہائی نہایت ضروری ہے نیز بھٹو دور میں وزیرستان کی تباہی اور نقصان کی تلافی اور تباہ شدہ بازار کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ مسجدوں اور مدرسہ کو واگذار کر کے ان کے متولیوں کو واپس کیا جائے اور کروڑوں روپے کے نقصان کا مناسب معاوضہ دیا جائے۔

۳ - یہ اجتماع اس عزم کا اظہار ایک بار پھر کرتا ہے۔ کہ ملک کی تمام مشکلات کا واحد حل اسلامی نظام کے نفاذ میں ہے۔ اس لیے مطالبہ کرتا ہے کہ مکمل اسلامی قانون کو جلد از جلد نافذ کیا جائے۔ اس وقت جبکہ حکومت اسلامی قانون کے نفاذ کا عمل تیز کر رہی ہے۔ قومی اتحاد کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس اجتماع کے نزدیک جو قومی اتحاد کو کمزور یا توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ اسلامی نظام کے راستہ میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں دیگر جو جماعتیں اتحاد سے علیحدہ ہوگئی ہیں ان سے اتحاد میں شامل ہونے کی اپیل کرتا ہے۔

اس اجتماع کے نزدیک صوبائی حکومتوں کی تشکیل میں رکاوٹیں ڈالنا مرکزی حکومت کو ناکام بنانے کی سازش ہے۔ جو کسی طرح بھی ملک و ملت کے لیے مفید نہیں ہے۔ اس لیے یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے۔ کہ صوبائی با اختیار حکومتیں جلد از جلد تشکیل دی جائیں۔ تاکہ عوامی مسائل حل ہو سکیں۔

۴ - یہ اجتماع نماز جمعہ کے لیے حکومت کی جانب سے بازاروں کو بند کرنے کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اور حکومت کو اس اقدام پر مبارکباد دیتا ہے۔ غفلت شعار نوکر شاہی کی کوتاہی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان کو سزا دی جائے۔ تاکہ وہ خود بھی نماز کی پابندی کریں۔

۵ - یہ اجتماع ملک کو غذا میں خود کفیل بنانے کے لیے ضروری سمجھتا ہے کہ کاشتکاروں کو بلڈوزر وں کے نرخ میں سہولت دی جائے نیز بجلی کے اضافہ کردہ نرخوں میں کمی کی جائے۔ اور سابقہ نرخوں میں وصول کی جائے چار گنا مالیہ کو کم کر کے سابقہ شرح رکھی جائے موجودہ مالیہ کی پالیسی سے کاشتکاروں کو نقصان ہو رہا ہے۔

۶ - یہ اجتماع بجلی کے عملہ کی کارروائی پر عدم اطمینان کرتا ہے جو کنکشن دینے میں مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ نیز بجلی کے بل بھی فرضی بنا کر لوگوں کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ اس لیے مطالبہ کرتا ہے کہ اس کے افسران کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

۷ آبنوشی کی سکیموں میں پبلک ہیلتھ کا محکمہ بُری طرح ناکام رہا ہے۔ پانی کے ہوتے ہوئے ان کی نا اہلی کی وجہ سے لوگوں کو سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ کہیں پانی کی تقسیم غلط ہے، کہیں پانی کے نلوں کی ناکامی کی شکایت ہے جس کی وجہ سے دیہات کے لوگ پریشان ہیں۔ اس طرف جناب کمشنر صاحب سے توجہ کی اپیل کی جاتی ہے۔

۸ - یہ اجلاس دریائے سندھ کے غربی کنارے کے سلسلے میں مطالبہ کرتا ہے۔ کہ فوری طور پر پشتے بنانے کا کام شروع کیا جائے۔

۹ - یہ اجلاس صوبائی حکومت کی توجہ اس بات پر مبذول کراتا ہے۔ کہ ڈیرہ اسماعیل خان کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا رہا ہے گومل یونیورسٹی کو صرف چودہ لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ دیگر سڑکوں کی تعمیر کے لیے بھی رقم نہیں دی گئی لہذا حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہمیں ہمارے حق کے برابر رقم دی جائے۔ راشن کارڈوں کیساتھ فوٹو چسپاں کئے جانے کا حکم واپس لیا جائے۔ علاقہ پنیالہ کے زمینوں کا باقاعدہ نقشہ مرتب کیا جائے تاکہ لوگوں کو حدود بندی میں سہولت ہو۔ علاقہ نائی ویلہ جس پر مسلسل ژالہ باری ہوئی ہے۔ کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا جائے۔ ڈیرہ اسماعیل خان شہر سے متصل دیہات کے مواضعات جن کا تعلق شہر سے ہے اور جن کو کمیٹی نے چونگی حدود میں رکھا ہوا ہے۔ اس دیہات کے لوگوں کو شہری راشن کارڈ دیا جائے۔ اگرچہ کمیٹی کے اپنی حدود تین سو گز تک کی ہوئی ہے۔ مگر یہ

پابندی نا جائز ہے لہذا پورے علاقہ کے لوگوں کو شہری راشن کارڈ دیا جائے۔

گردشِ ایّام — میم الف

رحمت الٰہی کے باوجود
چراغوں کو نہ مل سکی ضیاء

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

لکھنے کے لیے قلم اٹھایا، تو بجلی نے "آنکھ مچولی" شروع کردی ہے۔ سنا ہے کہ واپڈا اور میکو ہمارے روشن مستقبل کی نوید ہیں، مستقبل کا تو خدا کو ہی بہتر علم ہے۔ مگر ماضی کی طرف پلٹیں تو ان دونوں بجلی کے محکموں میں ہمیں تاریکی کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اگرچہ بجلی والے ہمیں یہی کہیں گے کہ آپ کو آفتاب نظر نہ آئے تو ہمارا کیا تصور ——؟

مگر ایک بات ہماری طرف سے ان کی خدمت میں بھی بصد ادب واحترام عرض ہے کہ آپ کے "بلوں" میں جس قسم کا اندھیرا ہوتا ہے اس کو ایک کیا ہزار آفتاب بھی روشن نہیں کرسکتے۔ ملک میں روشنی تو جو ہوگی سو ہوگی اگر صرف میٹر چارجز میں آپ روشنی کردیں تو عنایت ہوگی۔

بجلی ندارد تو نہیں ہے۔ لیکن ہم اس کی "آنیاں جانیاں" دیکھ رہے ہیں۔ چودھری رحمت الٰہی کے منسٹر بننے کے بعد امید تھی کہ کچھ رحمتِ الٰہی ہوجائے گی۔ مگر تاحال "وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے"۔

سنا تھا کہ چودھری صاحب کے "عہدہ قدرتی وسائل" پر فائز ہونے کے بعد موم بتی بنانے والے تمام کارخانوں کے اہلکار خاصے مایوس ہوچکے تھے۔ اور ہاتھ پر ہاتھ دھرکے مکھیاں مارنے کے پروگرام بنارہے تھے۔ مگر چونکہ صوبائی منسٹریاں مفقود ہیں اس لیے رحمت الٰہی صاحب کی آمد بھی (سابقہ صدر) فضل الٰہی کے آمد سے کچھ مختلف نہ ہوئی۔ بہرحال موم بتی والوں کا کاروبار غضب الٰہی سے محفوظ رہا اور تاحال وہ رحمتِ الٰہی لوٹ رہے ہیں۔

موم بتی روشن کرو تو رو دہ بھی اپنی زبان میں "مرثیہ خواں" نظر آتی ہے۔ نہ صرف مرثیہ خواں ہے بلکہ نالہ و بکا کا شور بھی ہے۔ اور غم دوراں سے پگھلتی بھی جاتی ہے۔ تڑ تڑ کی یہ آواز بتاتی ہے کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

لوگوں کو شکایت ہے کہ رکشا میٹر کی رفتار بہت تیز ہے۔ لیکن ہمارا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ رکشہ چلے تو میٹر چلتا ہے۔ مگر ہمیں واپڈا اور میکو کی فائلیں بتاتی ہیں۔ میٹر بجلی خرچ کئے بغیر بھی چلتا ہے۔ اور رفتار زمانہ کو بھی ساتھ لے کے چلتے ہیں۔ گویا۔

"چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو"

جس گھر میں بل آتا ہے تو پورا گھر چکرا تا ہے۔ بچے بلبلاتے ہیں تو ابا کہتے ہیں بیٹا آج تو کوئی کسب کیا نہیں بل ٹھیک کرانے دفتر گیا تھا مگر کروں کیا۔ نہ تو بل میں کوئی خطا پکڑی گئی۔ اور نہ ہی اندھیری فائلوں میں مجھے کہیں روشنی نظر آئی۔

لے دے کے اب اپنی قسمت کے ستارے کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ کہیں وہ بھی گردش میں نہ ہو، اگر واپڈا میکو کی فائلوں کے نیچے دب گیا تو پھر اس رات کا اندھیرا تو کاٹے نہیں کٹے گا ——

اندھیرے میں جو حال ہوتا ہے وہ سبھی کو معلوم ہے۔ کتوں کی بھوں، بھوں اور انکی فوج اس طرح یلغار کرتی ہے کہ الامان الحفیظ۔ اور جب تک گھر نہ پہنچا دے تو ان کا دم واپس نہیں ہوتا۔ یہ تو ایک عمومی کیفیت ہے۔ اور یہ "حال زار" جس پر "غوغائے سگاں" ہے معلوم نہیں راہ گیر کو ہوتا ہے یا اندھیرے کے باعث سول نافرمانی کی تحریک ہوتی ہے ——

بہرحال اس کے اثرات تو بےچارے راہگیروں تک ہوتے ہیں ورنہ محکمہ بجلی والے تو محو آرام ہوتے ہیں کہ آواز سگاں کم نکند رزقِ گدا را۔

اس راہ گیر نے بھی زیادہ قابلِ رحم حالت اس سردار جی کی تھی جو مجلس سے اٹھ کر گئے۔ اور واپس آئے تو ایک صاحب نے کہا سردار جی خیر تو ہے کچھ پینٹ بھیگی بھیگی ہے —— سردار جی نے پینٹ کو ہاتھ لگایا۔ اور گھبرایا اور بیڑا غرق۔ بجلی والوں کا ہیں پیشاب کرنے گیا تو بجلی نہ ہونے کے باعث کوٹ کے بٹن کھول کر کام تمام کرلیا۔ اندھیرے میں سمجھا کہ شاید پینٹ کے بٹن سے کھول لیے ہیں۔

سنا ہے کہ ترقی یافتہ قوموں کے ملک میں اگر ایک لمحے کے لیے بجلی غائب ہوجائے تو بڑی تعداد میں چوریاں اور ان گنت وارداتیں جنم لے لیتی ہیں۔ گو ہم ترقی یافتہ نہیں لیکن ترقی پذیر بھی اتنے نہیں ہوپائے کہ روشنی کی ضرورت نہیں۔ جبھی تو خود سردار جی کا اپنا بھی بیڑا غرق ہوا۔ اس لیے محکمہ بجلی کے اہلکاروں سے گذارش ہے کہ وہ اس ترقی پذیر ملک کا عوام پر کچھ تو رحم فرمادیں۔

خیال تھا کہ اس کالم کو یہیں ختم کردیا جائے مگر قدرت خدا کی، آج ہی اسے اخبار میں رحیم یارخاں کے ایک صاحب کا روزنامہ "امروز" کے کالم "ایڈیٹر کی ڈاک" میں خط شائع ہوا جس سے ایڈیٹر کا اتفاق ضروری نہیں۔ مگر ہم متفق ہیں۔ اس لیے اسے بھی نظر قارئین کرام کرتے ہوئے اجازت چاہتے ہیں۔ جہاں تک محکمہ والوں کا تعلق ہے۔ ان کے کانوں تک ڈھول بجائیں دستائی نہیں دے گا۔ جوں تو کیا رینگے گی۔ خط کے مندرجات کچھ اس طرح سے ہیں۔

"پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی"

مکرمی! تسلیم

واپڈا رحیم یارخاں نے گذشتہ دنوں سے عجیب سلسلہ شروع کیا ہوا ہے یعنی یک دم بجلی کی رو گم ہوجاتی

(عبدالصمد صارم الازہری)

عالمِ رنگ و بُو

ذاتِ باری تعالےٰ رنگ وبو سے بالاتر ہے اور عالم کی ہر چیز رنگ وبو کی پابند ہے، ہوا بہت سی باتوں میں اللہ تعالےٰ سے ادنیٰ سی مشابہت رکھتی ہے، یہ بھی بے رنگ و بُو ہے مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہوا بھی رنگ وبو رکھتی ہو البتہ ہم اس قسم کے رنگ وبو کا احساس نہ رکھتے ہوں اس نے رنگ و بو کو باہمی امتیاز کے لیے استعمال کیا ہے اسی طرح انسان بھی ایسا ہی کرتا ہے۔

اس نے رنگ بھی ان گنت پیدا کئے ہیں اور بُو بھی قسم قسم کی ہے، وہ ہر چیز میں ورائٹی پسند کرتے ہیں اور ذرا ذرا سے فرق سے کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ رنگ وبو کے اختلاف سے تاثیریں بھی مختلف ہو جاتی ہیں اور مزے بھی، پچھلے زمانوں سے سنتے چلے آئے تھے کہ رنگ سات ہیں مگر اس خلیفۃ اللہ نے قدرت کے نمونے دیکھ دیکھ سیکڑوں قسم کے رنگ ایجاد کر دیئے ہیں اور مزے بھی طرح طرح کے بنا دیئے ہیں۔

اس نے انسانوں کے رنگ بھی مختلف قرار دیئے ہیں، کوئی کالا، کوئی سیاہ، کوئی ڈارک بلیک، کوئی سانولا، کوئی گندم گوں، کوئی زعفرانی، کوئی پیلا، کوئی سرخ، کوئی سپید، کوئی سرخ وسفید، کوئی سرخ وگندم گوں، کوئی مٹیالا، کوئی کیسا، کوئی کیسا، اس طرح سطح ارضی پر مختلف اقوام پیدا ہو گئیں جو رنگ کی بنا پر ایک دوسرے سے ممتاز ہیں اور ان کا ظاہر مختلف ہے تو باطن بھی مختلف، اخلاق وعادات مختلف، اطوار واذواق مختلف، لباس مختلف، طرز رہائش مختلف، زبانیں مختلف اور غذائیں مختلف، ان کے بال بھی مختلف رنگ کے بنائے ہوتے ہیں، کسی کے کالے، کسی کے بھورے، کسی کے سپید، کسی کے سنہری، کسی کے سیدھے، کسی کے گھونگریالے اور حیوانات کے پر وبال تو عجیب عجیب رنگوں کے ہیں اور ان پر خوب خوب گل کاریاں کی ہیں کہ دیکھا ہی چاہیے، ان انسانوں اور حیوانوں کے گوشت پوست اور خون کی بو بھی مختلف ہے۔ اور مزے بھی مختلف۔ ہر حیوان ایک جداگانہ بو رکھتا ہے، بعض خوشبودار ہیں اور بعض بے حد بدبو والے جیسے چھچھوندر، کسی کا گوشت خوشبودار ہے، کسی کی ناف میں مشک بھرا ہے تو کوئی ایسا بدبودار کہ پاس سے گزر جائے تو دماغ پھٹ جائے یا اسے ہاتھ لگا دیا جائے تو ہاتھ بدبودار ہو جائے۔

حشرات الارض کے رنگ وبو تو بے شمار ہیں اور سانپوں کے جسموں پر جو گل کاریاں کی ہیں وہ قابل دید و داد ہیں ان کی قسمیں بھی حد وحساب سے باہر ہیں۔

زمینیں ہیں سو رنگ برنگی کوئی پیلی، کوئی سرخ، کوئی کالی تو کوئی سپید، یہی حال پہاڑوں اور پتھروں کا ہے پھر ان پہاڑوں کے اندر رنگ برنگے جواہرات اور مختلف الوان واقسام کی دھاتیں ہیں جن کے عجیب و غریب خواص ہیں۔

درختوں کو دیکھئے تو مختلف رنگ اور مختلف خوشبوؤں یا بدبوؤں کے، کسی کے پتے ہرے، کسی کے پیلے، کسی کے سرخ، کسی کے اودے، کسی کے گلابی اور جڑی بوٹیوں کے پتے تو عجیب عجیب اقسام کے ہیں اور ان کی بو بھی طرح طرح کی ہے، پتوں کے کٹاؤ عجیب عجیب طرز کے ہیں اور ان کے خواص ایک دوسرے سے مختلف ہیں پھر ان پر جو پھل لگتے ہیں وہ بھی بھانت بھانت کے۔

پھولوں پر تو قدرت نے بہت دل کھول کر گل کاری کی ہے۔ کوئی بالکل سرخ، کوئی گلابی، کوئی بسنتی، کوئی سفید، کوئی نیلا، کوئی پیلا تو کوئی ملے جلے رنگوں کا کسی کی زمین سفید تو چھینٹے سرخ، زرد، نیلے پیلے، کوئی آدھا سپید اور آدھا سرخ کوئی پورا زرد اور ایک گوشہ کسی اور رنگ کا، کسی میں مختلف رنگ کی پٹی، کوئی سورج پر عاشق تو کوئی چاند پر، کسی کا منہ آسمان کی طرف تو کسی کا زمین کی جانب جھکا ہوا، کسی کا زرِگل کسی رنگ کا کسی کا کسی رنگ کا، رنگوں کے اختلاف کے ساتھ ساتھ بو بھی مختلف قسم کی کوئی بغیر خوشبو والا، کوئی بدبودار، کسی کی خوشبو بہت تیز، کسی کی خوشبو بھینی بھینی، کوئی دیر تک برقرار رہنے والا، کوئی تھوڑی دیر، کوئی پھول تہ برتہ، کوئی دو تہ والا، کوئی تین تہ والا کوئی بلبردار، کوئی کنگھی جیسا، کوئی جام جیسا، کوئی آنکھ جیسا، کوئی بوروالا، کوئی بے کاٹ والا، پھر یہ کٹاؤ بھی قسم قسم کے، کوئی بوٹے کے تنے سے شروع ہو جاتا ہے تو کوئی صرف سرے پر ہوتا ہے، کوئی بوٹے کے سارے تنے پر، کوئی پتوں میں چھپا ہوا کسی کے ساتھ پتی لگی ہوئی تو کوئی پتیوں سے دور۔ ان کی خوشبوؤں کے خواص جداگانہ، ان کے جسموں کے فوائد ایک دوسرے سے جدا، کوئی بے تاثیر، کوئی صاحب اثر، کوئی مہلک، کوئی مضر تو کوئی صرف دیکھنے کے لیے ہے نہ اسے انسان کام میں لاتے ہیں نہ حیوان کسی سے شہد ٹپکتا ہے تو کسی سے زہر کوئی پھل کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو کوئی پھول بن کر خاک میں مل جاتا ہے۔

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

گلشن میں پھروں کہ صحرا دیکھوں
یا کوہ وجبل و دشت و دریا دیکھوں
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے
حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

بقیہ: گردشِ ایام

ہے اور پھر اچانک اتنی تیز کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ معمول کے مطابق ایک روز ایسا ہی ہوا۔ روشنی کم ہوتی پھر دفعتہ اتنی تیز روشنی ہوئی کہ آنکھیں بند کرنا پڑیں سوئچ آن آف کیا تو ایک لمحے کے لیے کمرہ منبع نور بن گیا۔ اور پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

قمقموں کا جائزہ لیا تو انکشاف ہوا کہ دونوں اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ ہم نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے بلبوں کو اکٹھا کیا اور ان سب کا جنازہ اٹھاتے ہوئے اور ہونے والے جور وجفا کی داستان اور فریاد لے کر مقتل گاہ یعنی واپڈا کے دفتر پہنچا تو کئی لاشے پہلے سے ہی موجود تھے۔ اور پھر ستم یہ کہ کوئی دو آنسو رونے کو تیار نہ تھا۔ یہ عالم دیکھ کر گمان ہوا کہ کہیں قاتل نے قتل کرنے کا باقاعدہ منصوبہ تو نہیں بنایا تھا اور کسی مینو فیکچرنگ کمپنی سے بلبوں کی فروخت کا معاہدہ ہی ان مظلوم قمقموں کی جان کا دشمن تو نہیں بن گیا۔ واپڈا حکام سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ ہم غریب صارفین پر رحم کھاتے ہوئے اس آفت ناگہانی اور مسلسل مالی نقصان سے بچانا چاہیے۔

دار العلوم اور مسائل

اس عنوان کے تحت ہم روزمرہ کے مسائل پر مراسلات شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام خطوط خوشخط جامع مختصر اور صفحہ کے ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں۔ ایسے مراسلے شامل اشاعت نہیں ہوں گے جو کاغذ کے ہر دو اطراف طویل اور جن پر مراسلہ نگار کا مکمل پتہ نہیں ہوگا۔ مراسلات اس پتہ پر بھیجیں: شعبہ دار العلوم و مسائل ہفت روزہ ترجمان اسلام چوک گمٹی لاہور

قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لیں

چند دن ہوئے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق'' نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم کے نام خطاب فرمایا۔ جس میں صدر پاکستان نے فرمایا کہ ہم عنقریب شریعت بنچ کا قیام عمل میں لا رہے ہیں۔ جو ایک شرعی عدلیہ کا کام دے گی۔ صدر پاکستان نے یہ اعلان فرما کر پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے سنگِ بنیاد رکھ دیا ہے۔ جو ایک قابلِ تعریف اقدام ہے جس پر پوری قوم نے صدر پاکستان کو گرم جوشی سے مبارک باد اور خراج تحسین پیش کیا۔

ایک طرف ملک کے اندر اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف پیش قدمی ہو رہی ہے دوسری طرف ملک اور نظام اسلام کے دشمن مختلف سازشوں میں مصروف ہیں۔ تاکہ اسلامی نظام پر مخلوق انسانی کو اعتماد نہ رہے۔

چنانچہ حال ہی میں روزنامہ ''نوائے وقت'' میں سر ظفر اللہ خاں کا بیان شائع ہوا ہے کہ ان کے مراکز تل ابیب اسرائیل میں بھی ہیں۔ جہاں پر مرزائیوں کے مشن کام کر رہے ہیں۔ وہ تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی بھی اسلامی ملک نے اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا تو پھر مرزائی وہاں کیسے پہنچے؟ جبکہ مسلم ممالک کے باشندوں کا اسرائیل میں داخلہ بند ہے۔ کیا قادیانیوں اور اسرائیل کا آپس میں کوئی گٹھ جوڑ تو نہیں؟ کیا عربوں اور عالم اسلام کے سامنے پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش تو نہیں؟ کیا عربوں اور فلسطینیوں کے دلوں میں پاکستان کے متعلق شک و شبہ ڈالنے کی کوشش تو نہیں۔؟

صدر پاکستان کئی مرتبہ اتحاد عالم اسلام اور اسلامی بلاک کا ذکر کر چکے ہیں۔ لہٰذا ہماری خارجہ پالیسی کا تقاضا یہ ہے کہ اسرائیل میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے خواہ اس میں ملکی یا غیر ملکی وسائل ہی کو بروئے کار کیوں نہ لایا جائے۔ ان کو وطن واپس بلا کر عبرتناک سزا دی جائے یا ان سے پاکستان کی لاتعلقی کا اعلان کیا جائے تاکہ ہماری خارجہ پالیسی متاثر نہ ہو۔

محمد قاسم۔ ہاؤس نمبر ۱۲۴ سٹریٹ M-G-Z بلاک نمبر ۱۵۔ جھنگ۔

تبادلہ منسوخ کیا جاوے

بلوچستان میں جہاں دوسرے سرکاری محکموں کے بارے میں عوام کو شکایات لاحق ہیں ان ایک اہم اور بنیادی اہمیت کا حامل محکمہ تعلیم کا بھی ہے اساتذہ، طلباء اور عوام کو اس محکمہ سے متعدد شکایات ہیں اور آئے دن اخبارات میں ان سے متعلق خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ محکمہ تعلیم نے فنڈز کے خورد برد طلباء کو بہتر تعلیمی سہولتیں فراہم نہ کرنا بالخصوص اساتذہ کی ترقیاں اور ان کے تبادلوں میں بے ضابطگیاں اور غیر قانونی اقدامات روز کا معمول بن چکے ہیں۔ جن کے باعث عوامی حلقوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے جس پر قومی اتحاد مزید خاموش تماشائی نہیں رہ سکتا۔ آج ہم ایک اہم مسئلے کی طرف اعلیٰ وفاقی و صوبائی حکام اور مارشل لاء انتظامیہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ یہ مسئلہ ایک پرائیویٹ مشنری تعلیمی ادارے سینٹ مائیکل ہائی کوئٹہ کے معلم حضرت مولانا محمد عبدالقادر ڈیروی کے غیر قانونی تبادلے کا ہے۔ انہیں ۲۳ جون 75ء کو پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں سکول ہذا کے سابق پرنسپل اور محکمہ تعلیم کے سابق ڈویژنل انسپکٹر مرزا نصر اللہ خاں کی مشترکہ سازش ذاتی عناد مذہبی اور سیاسی اختلاف کے باعث انتقام کا نشانہ بنایا اور انہیں پرائیویٹ تعلیمی ادارے سے تبدیل کر کے سرکاری اختیارات کا ناجائز استعمال کیا اس طرح محکمۂ تعلیم کے قوائد کی نا صرف دھجیاں اڑائی گئیں۔ بلکہ یہ ہتھکنڈے ترکت کر کے اساتذہ اور طلباء میں بالعموم اور مسلمانوں میں بالخصوص اشتعال کی صورت پیدا کی جس کی ذمہ داری پیپلز پارٹی کے ساتھ اب بھی ہمدردی رکھنے والے محکمہ تعلیم کے بعض اعلیٰ افسران پر ہے۔ ہم قومی اتحاد کے پلیٹ فارم سے ہر روز مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ مولانا محمد عبدالقادر ڈیروی کے غیر قانونی تبادلے کا نہ صرف حکم منسوخ کرے بلکہ انہیں ان کی سابقہ پوسٹ پر باعزت طریقہ سے تعینات کیا جائے۔ نیز ان کے سابقہ مکمل واجبات بھی فی الفور ادا کئے جائیں۔ ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں۔ محکمہ تعلیم کے جو افراد اس گھناؤنی سازش میں ملوث ہیں۔ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہوگا۔ کہ مولانا موصوف کے تبادلے کو نہ صرف ڈائریکٹر تعلیمات غیر قانونی قرار دے چکے ہیں بلکہ حکومت نے اپنی تحقیقات میں بھی اس تبادلے کو ضابطہ پایا ہے۔ جس پر بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ غیر قانونی اقدام کو دوام بخشنے اور قانونی کارروائی پر عمل درآمد میں رخنہ ڈالا جا رہا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ مولانا موصوف سے بعض ناجائز شرائط منوانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ہم ہر روز مطالبہ کرتے ہیں کہ اس ناانصافی کا فی الفور اور غیر مشروط طور پر سدباب کیا جائے۔ تاکہ موجودہ حکومت جس کا غیر جانبداری سے عوام کے حقوق کے تحفظ سے متعلق جو وعدہ ہے اس پر آنچ نہ آسکے۔

چھ افراد کے دستخط

بلدیہ ڈیرہ کے افسران کا نوٹس لیں

تقریباً ایک ماہ عرصہ گزر چکا ہے کہ ڈیرہ کا مشہور سرکلر روڈ (توپانوالہ) تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے کھمبوں پر لگے ہوئے روشنی کے ٹیوب اکثر فیوز ہو چکے ہیں مگر بلدیہ ڈیرہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ شہر میں اکثر بلب فیوز ہو چکے ہیں۔ جب کبھی وفاقی وزیر یا گورنر ڈیرہ کے دورے پر آتا ہے تو میونسپل کمیٹی فوراً مشہور سڑکوں اور شہر میں بلب لگا دیتی ہے اور جب ان کا دورہ ختم ہوتا ہے تو تمام چیزیں اتار کر اسی جگہ فیوز بلب لگا دیئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں وفاقی وزیر بلدیات جناب محمد زمان خاں اچکزئی صاحب ڈیرہ تشریف تو وزیر موصوف کے آنے سے دو دن قبل شہر میں صفائی اور سڑکوں پر بلب لگا دیئے گئے۔

میں وفاقی وزیر بلدیات سے التماس کرتا ہوں کہ بلدیہ ڈیرہ کے افسران کا سختی سے نوٹس لیں اور روشنی اور صفائی کے لئے احکامات جاری کریں

فضل محمد عثمانی ڈیرہ اسمٰعیل خان شہر

این۔ڈی۔پی کا پشتون ایریا میں جنازہ نکل گیا

نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی ضلع لورالائی کے صدر ملک عبدالعلیم کدیزئی سینیئر نائب صدر ملک محمد کریم علی زئی۔ جونیئر نائب صدر ملک کلا خان حمزازئی۔ جوائنٹ سیکریٹری حاجی عبدالرحیم کدیزئی خزانچی عبداللہ جان، سلیمان خلیل۔ نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی ضلع لورالائی کے ورکنگ کمیٹی کے ممبران علی دوست علی زئی، غلام دستگیر کدیزئی، نورالدین حمزازئی، ملک باز خان حمزازئی، خداداد حمزازئی، حبیب اللہ حمزازئی، ملک مراد خان علی زئی، نازک خان ملازئی، خان محمد علی زئی، حاجی گلبدن موسیٰ خیل، امان اللہ کدیزئی، مروں خان علی زئی، سدو خان علی زئی، شربت خان جالندھر خان کدیزئی، نصراللہ کدیزئی، باز محمد بڑیچ، اس کے علاوہ نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی تحصیل "بوری" ضلع لورالائی کے صدر مشروی خان علی زئی، نائب صدر اخوندزادہ عبدالمتین، جنرل سیکرٹری محمد نواز علی زئی۔ جوائنٹ سیکرٹری مجنون خان ممبران ورکنگ کمیٹی نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی تحصیل بوری۔

خالقداد کدیزئی، ملک عجب خان ولی زئی، خالقداد کدیزئی، کمال خان حمزازئی، جمال خان حمزازئی، نعمت خان علی زئی، خالقداد علی زئی، خدائیداد موسیٰ خیل، سید خان حمزازئی، نصرالدین علی زئی، نصراللہ خان علی زئی کمال خان علی زئی، خالو موسیٰ خیل، کمال خان کدیزائی، جمعہ خان حمزازئی، ڈاکٹر عبدالحمید،

ان تمام افراد نے نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی (این ڈی پی) سے مستعفی ہو کر جمعیۃ علمائے اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کافی سوچ بچار کے بعد جمعیۃ علمائے اسلام میں شمولیت کا فیصلہ کیا ہے۔ این۔ڈی پی کے لادینی نظریات اب کسی سے ڈھکے چھپے نہیں رہے ہم جمعیۃ علمائے اسلام کے پلیٹ فارم پر اسلام کے انقلابی نظام کے لیے تن، من، دھن قربان کریں گے۔ تقریب سے جمعیۃ علمائے اسلام بلوچستان کے نائب امیر مولانا محمد خان شیرانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ بلوچستان کے غیور عوام لادینی نظریات کی کسی صورت میں حمایت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ این ڈی پی کے نظریات اب کھل کر سامنے آئے ہیں۔

دریں اثناء جمعیۃ علمائے اسلام، بلوچستان کے صدر مولانا عبدالواحد سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد، فنانس سیکرٹری آغا نصیرالدین اور جمعیۃ علمائے اسلام ضلع لورالائی کے صدر مولانا عبدالکریم مولوی فتح خان نے جمعیۃ میں شمولیت کرنے والوں کا خیر مقدم کیا ہے۔

ضلع پشین سے جمعیۃ میں شمولیت

آج یہاں "جمعیۃ علماء اسلام" ضلع پشین کا ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس سے جمعیۃ علمائے اسلام بلوچستان کے جنرل سیکرٹری حاجی محمد زمان خان اچکزئی نے خطاب کیا۔ اس موقع پر ضلع پشین کے قبائلی معتبرین نے بھاری تعداد میں جمعیۃ علمائے اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ جمعیۃ علمائے اسلام میں شمولیت کرنے والوں میں، پشتونخواہ نیشنل عوامی پارٹی کے صوبائی اسمبلی کے امیدوار اور "کاکوزئی" قبیلہ کے سربراہ ملک گل خان کاکوزئی نے اپنے قبیلہ سمیت جمعیۃ علمائے اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام واحد سیاسی جماعت ہے۔ جس نے ہر دور میں باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے ہمیں پشتونوں کے نام نہاد ہمدرد بننے والوں نے آج تک لوٹا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں محمود خان اچکزئی سے پوچھتا ہوں کہ وہ افغان انقلاب کے بارے میں واضح پالیسی کا اعلان کریں تاکہ قوم کو اس کی اصلیت کا علم ہو سکے۔

این ڈی پی بلوچستان کی ورکنگ کمیٹی کے رکن اور این ڈی پی تحصیل پشین کے صدر ملک محمد اکبر اچکزئی نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کے بعد خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں نے نیپ کے لیے ہر وقت اس کے بعد بھٹو دور میں مسلسل صعوبتیں جھیلیں، تاکہ میں قوم کی خدمت کر سکوں۔ لیکن جن کی خاطر میں نے تکالیف برداشت کیں اور ان پر اعتماد کیا۔ وہ لیڈر ملک کے بعد اب مذہب کے بھی دشمن ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے مفتی محمود کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پشتونوں کو لادینیت کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ اس کے علاوہ محمد طاہر ملاڑ ممبر ورکنگ کمیٹی این ڈی پی پشین محمد ابراہیم خان ممبر ورکنگ کمیٹی این۔ڈی۔پی پشین عبدالغفور ممبر ورکنگ کمیٹی این۔ڈی۔پی پشین اور عبیداللہ کاکوزئی نے بھی این۔ڈی۔پی سے مستعفی ہو کر جمعیت علمائے اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

باری زئی قبیلہ کے سربراہ ملک فیض اللہ اور داد پہلوان کو لک نے اپنے قبیلہ کے پانچ ہزار افراد سمیت پشتونخواہ نیپ سے مستعفی ہو کر جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمیں فخر ہے کہ ہم ایک ایسی جماعت سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ جو صحیح معنوں میں ملک و ملت کی خدمت کے لیے کوشاں ہے۔ انہوں نے قائد جمعیت مولانا مفتی محمود اور مرکزی وزیر بلدیات حاجی محمد زمان خان پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ فضل محمد ملاڑ نور محمد، دین محمد، عبدالقاہر، حاجی پیر محمد، محمد رضا داد محمد، محمد شاہ، نیک محمد، حاجی عین الدین، عبدالرحمٰن زئی، محمد ایاز خان، عبدالرؤف اور حاجی نجم الدین نے جمعیت علمائے اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

دریں اثناء جمعیت علماء اسلام کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد، صوبائی نائب امیر مولانا محمد خان شیرانی، جوائنٹ سیکرٹری سید محمد صدیق شاہ۔ سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد اور فنانس سیکرٹری حاجی نصیرالدین احمد نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کرنے والوں کا خیر مقدم کیا ہے۔

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

اسلامی نظام کا نفاذ متحدہ قوّت ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے

مولانا زاہد الراشدی

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے ملتان ڈویژن کے چھ روزہ تنظیمی دورہ کے دوران میاں چنوں، کچا کھوہ تلمبہ، عبدالحکیم، کبیر والا، قادر پور راواں، ملتان لودھراں کہروڑپکا، دنیاپور، دھاڑی، میلسی کرم پور، بورے والا اور عارف والا میں جماعتی کارکنوں کے اجتماعات سے خطاب کیا اور رکن سازی کی صورتِ حال کا جائزہ لیا آپ نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ فرقہ وارانہ کشیدگی پھیلانے والوں کی حوصلہ افزائی نہ کریں کیونکہ اسلامی قوانین کے نفاذ کا فیصلہ رائے عامہ کی وحدت اور عوام کی متحدہ قوت کے ذریعہ ہوا ہے اور متحدہ عوامی قوت ہی کے ذریعہ اس فیصلہ پر عمل کرایا جا سکتا ہے میلسی میں بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے اپنی اس تجویز کو دھرایا کہ موجودہ قوانین کو اسلامی نظام کے سانچہ میں ڈھالنے کے کام کو مؤثر بنانے کے لئے علماء اور وکلاء کی مشترکہ فکری و مطالعیاتی سوسائٹیاں تشکیل دی جائیں تاکہ دونوں طبقے ایک دوسرے کے نقطۂ نظر سے آگاہ ہو سکیں اور شریعت بنچوں کا کام آسان ہو۔ دورہ میں مولانا عبدالقادر قاسمی، خواجہ عبدالروف، جناب محمد اصغر سرویا ایڈووکیٹ، مولانا منظور الحق رحمانی، جناب محمد صدیق خان کانجو، مولانا فضل خالق اور دیگر راہنما بھی مختلف مقامات پر آپ کے ہمراہ رہے۔

اسلام کی تبلیغ ہر مسلمان کا فریضہ ہے

شہر سیالکوٹ جمعیۃ علماء اسلام کے امیر اور پاکستان قومی اتحاد سیالکوٹ کے سینیئر نائب صدر جناب پیر شبیر احمد شاہ صاحب اور مبلغ جمعیت علماء اسلام شہر سیالکوٹ قاری محمد امین صاحب فاروقی نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ اسلام کی تبلیغ ہر مسلمان کا فریضہ ہے اگر ہم تبلیغِ اسلام بطریق احسن انجام دیں تو معاشرہ از خود درست ہو جائیگا بہت سی برائیاں اور غلط رسومات معاشرے سے خود بخود ختم ہو جائیں گی انہوں نے کہا کہ تحریک نظام مصطفےٰ کا مقصد ملک میں قرآن و سنت کا نظام نافذ کرنا تھا اس لئے اب دنیا کی کوئی طاقت پاکستان میں نظام مصطفےٰ کے نفاذ کو نہیں روک سکتی انہوں نے کہا کہ اسلامی قانون کے نفاذ تک پاکستان قومی اتحاد کا وجود باقی رہنا بہت ضروری تھا مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ چند مفاد پرست اور خود غرض عناصر نے اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔

حیدرآباد ڈویژن کی تنظیمی کمیٹیاں

حیدرآباد ڈویژن کے کنوینر حاجی کرامت اللہ اور ضلع حیدرآباد کے کنوینر جناب شبیر احمد صاحب نے گذشتہ دنوں حیدرآباد ڈویژن کا تنظیمی دورہ کیا۔ اس دورے میں انہوں نے حیدرآباد ٹنڈو آدم، سجاول، ماتلی، میرپور۔ دادو میں مقامی تنظیمی کمیٹیوں سے خطاب کرتے ہوئے رکنیت سازی کے قواعد و ضوابط پر روشنی ڈالی اور بالترتیب تنظیمی کمیٹیاں تشکیل دیں۔

۱. حیدرآباد : ۹ رکنی کمیٹی ضلعی کنوینر جناب شبیر احمد

۲. ٹنڈو آدم : ۱۳ رکنی کمیٹی۔ ضلعی کنوینر محمد عرفان قادری

۳. سجاول : ۱۱ رکنی کمیٹی ضلعی 〃 عبدالغفور

۴ ماتلی : ۱۱ 〃 〃 〃 〃 〃 جناب غلام رسول

۵. میرپور خاص : ۱۱ 〃 〃 〃 〃 〃 محمد عاشق۔

۶. دادو : ۱۱ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 محمد شفیع۔

مفتی صاحب کا اظہار تعزیت

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ اور قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے فیصل آباد جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما اور معروف تاجر الحاج محمد ابراہیم (د۔ اللہ ادریس شہید تحریک نظام مصطفےٰ) کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر مولانا عزیز الرحمٰن انوری امیر جمعیۃ علماء اسلام فیصل آباد کی معرفت ایک خط میں تعزیت کا اظہار کیا ہے آپ نے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی اور لواحقین کو صبر کی تلقین کی۔ مولانا

عزیز الرحمٰن انوری امیر جمعیت علماء اسلام فیصل آباد نے الحاج محمد ابراہیم کی رہائش گاہ سپیئر کالونی جا کر مفتی محمود صاحب کی طرف سے تعزیت کی اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی اور خیریت دریافت کی علاوہ ازیں جماعتی معاملات پر بات چیت کی۔

تنظیمی کمیٹیاں برائے گوجرانوالہ

جمعیت علماء اسلام گوجرانوالہ کے سیکرٹری جنرل اور تنظیمی کمیٹی کے سربراہ حکیم صوفی حسین احمد سوز، قاری عبدالقدوس، حافظ گلزار احمد حاجی محمد یعقوب اور خواجہ سیف الرحمٰن لدھیانوی نے اس ہفتہ میں گھرجاکھ، شاہین آباد، کچی پیپ والی کلر آبادی، رمضان پورہ اور پاونڈا نوالہ کے حلقوں کا تنظیمی دورہ کر کے جمعیت کی رکن سازی کے سلسلے میں تازہ صورت حال کا جائزہ لیا۔ علاوہ ازیں کارکنوں کے مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے ان پر زور دیا کہ وہ پوری تندہی سے رکن سازی کا کام جاری رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ اور عوام کے مسائل ومشکلات کے حل کی سعی و کوشش جاری رکھیں۔ ملک بھر میں رکن سازی کا کام آخیر مارچ ۱۹۷۸ء تک جاری رہے گا۔ اس کے بعد سطح پر نئے عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔ ان رہنماؤں نے کلر آبادی، رمضان پورہ کچی پیپ والی اور محلہ پاونڈا نوالہ میں جمعیت کی رکن سازی کے لئے مندرجہ ذیل کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ کلر آبادی حافظ محمد امین، مولوی محمد یوسف، سید عبدالستار شاہ، مستری محمد رفیق اور مستری محمد اسلم رمضان پورہ منشی محمد شریف محمد شفیق، قاری محمد امیر، قاری محمد شفیع اور مستری اللہ رکھا۔ کچی پیپ والی مولانا محمد حسن، قاری محمد عظیم شیخ عبدالمجید، سائیں فقیر محمد، رانا ممتاز اور مولوی حبیب اللہ محلہ پاونڈا نوالہ حاجی قمرالدین حافظ محمد الدین، سید مظفر علی شاہ، محمد زاہد اور قاری عبدالقدوس۔

علیحدگی اختیار کرنیوالی پارٹیاں

پاکستان میں نظام مصطفیٰ کی نفاذ کو یقینی بنانے سکے لئے تمام جماعتوں بالخصوص ان جماعتوں کو قومی اتحاد میں شامل ہونا چاہیئے کیونکہ عوام بھی یہ چاہتے ہیں کہ تمام جماعتیں متحد ہو جائیں تاکہ نظام اسلام کو نافذ کرنے میں دشواری نہ ہو یہ بات مولانا معتصم باللہ نے سرڈھیری میں جمعیۃ علماء اسلام کے اجلاس مبلغانی جو کہ تنظیم نو کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ اجلاس سے مولانا عبداللہ صاحب نوخاب مولانا فاتح محمد صاحب اور حافظ محمد علی صاحب نے بھی خطاب کیا۔ آخر میں مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

امیر: مولانا فضل رحیم صاحب
نائب امیر: مولانا حکیم رحمت اللہ صاحب
ناظم اعلیٰ: مولانا مقدم باللہ صاحب
ناظم: مولانا فاتح محمد صاحب
ناظم اطلاعات: مولانا عبداللہ صاحب نوخارے
خازن: حاجی عبدالرحیم صاحب
سالار: انصار الاسلام حافظ محمد علی صاحب۔

حکومت فوراً نوٹس لے

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت وجماعت پاکستان کے ایک ہنگامی اجلاس میں فرقہ وارانہ زہر گھولنے والے ان عناصر کی مذمت کی جو نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے اس مرحلہ پر قومی زندگی میں آگ لگانے پر تلے بیٹھے ہیں۔ پاکستان میں سواد اعظم اہل سنت وجماعت ایک واضح اکثریت ہے اور اس کا یہ جمہوری حق ہے۔ کہ نصاب دینیات انہیں عقائد پر مبنی ہونا چاہیئے سابق حکومت کے اس ظالمانہ دور میں جب نصاب دینیات جدا کیا گیا اور ایک واضح اقلیت کو ساوی نمائندگی دے دی گئی تو قوم نے اس پر شدید نفرت کا اظہار کیا تھا قومی اسمبلی میں بھی اس فیصلہ پر صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ موجودہ حکومت نے قومی امنگوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جداگانہ نصاب کے فیصلہ کو کالعدم قرار دیدیا اب بتیس سال بعد جب ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور خلافت راشدہ کے دور کے احیاء کا وقت آیا ہے تو سیاسی بساط پر شکست خوردہ عناصر فرقہ وارانہ کھیل سے قوم میں نورا کشتی کی فضا پیدا کر کے اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ اس مرحلہ پر ملک کو انتشار اور ڈھیرا تفرقے کی بھینٹ چڑھانا قومی مفاد سے غداری کے مترادف ہے۔ اور ایسے ملک دشمن عناصر کو کھلی چھٹی دینا کسی لحاظ سے قابل برداشت نہیں

مولانا زاہد الراشدی کا دورۂ ضلع ملتان

مولانا زاہد الراشدی مرکزی ناظم جمعیت علماء اسلام اور جنرل سیکرٹری پاکستان قومی اتحاد صوبہ پنجاب نے ۳۰ دسمبر سے ۲ جنوری تک ضلع ملتان کے درج ذیل مقامات کا تنظیمی دورہ کیا۔ تلمبہ، میاں چنوں، خانیوال، کچا کھوہ، عبدالحکیم، کبیر والہ، قادر پور راں، ممتاز آباد، لودھراں، کہروڑ پکا، اور دنیا پور۔

آپ نے ان مقامات پر کارکنان جمعیت ارکان قومی اتحاد، اخبار نویسوں اور استقبالیہ اجتماعات میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سول کابینہ کے دور میں انتخابات کی تیاری۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے اعلانات سے جو انقلابی تبدیلی پاکستان میں آئی ہے۔ وہ رائے عامہ کی یکجہتی اور قومی اتحاد میں شامل جماعتوں کی مؤثر قوت کی وجہ سے ہے۔ آپ کے ہمراہ محمد عبدالقادر قاسمی جنرل سیکرٹری ضلع جمعیۃ بھی تھے جنہوں نے جمعیت کے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ رکنیت سازی کا کام بھرپور طور انجام دیں خواتین جو ملک کی نصف آبادی ہونے کی وجہ سے ووٹر بھی ہیں ان کو بھی ممبر بنایا جائے۔ انصار الاسلام رضا کاروں کی طرز کی ایک تنظیم بھی جگہ جگہ قائم ہو اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر تھانہ، تحصیل اور ضلع کی سطح پر نگران کمیٹیاں قائم کر کے عوام کے مسائل حل کرنے میں دلچسپی لی جائے۔

رابطہ عوام کی ایک مہم چلائی جائے۔ ہر مقام پر باقاعدہ جماعت کے دفاتر قائم ہوں تاکہ بالائی جماعتوں سے رابطہ قائم ہو۔ ترجمان اسلام کی اشاعت عام کی جائے اور جمعیت کا پیغام گھر گھر

پہنچانے کے لئے تبلیغین کا تقرر عمل میں لایا جائے تبلیغی رسائل اور اشتہارات کے ذریعہ اسلامی عبادات۔ اخلاق حسنہ اور صحیح عقائد کی ترویج کی جائے۔ مولانا منظور الحق صاحب ضلعی مبلغ بھی اس دورہ میں شامل رہے۔

اجلاس مجلس عاملہ بلوچستان

جمعیت علماء اسلام بلوچستان کی صوبائی مجلس عاملہ کا اجلاس صوبائی صدر مولانا عبدالواحد کی صدارت میں جمعیت علماء اسلام کے صوبائی دفتر شارع اقبال میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں پارٹی کے نائب صدر مولوی محمد خان شیرانی۔ جوائنٹ سیکرٹری سید محمد صدیق شاہ۔ فنانس سیکرٹری سید نصیر الدین، سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد، مکران ڈویژن کے صدر مولانا رحمت اللہ۔ ضلع پشین کے صدر عبداللہ آخوند زادہ، ضلع سبی کے صدر مولانا جان محمد سارنگزئی نے شرکت کی۔ اجلاس میں ملک کی تازہ ترین صورت حال پر غور کیا گیا۔ اور مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئی۔ یہ اجلاس صدر پاکستان کی طرف سے اسلامی نظام کے نفاذ کے متعلق ابتدائی اقدامات کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اسلام کے انقلابی نظام کو مکمل طور پر نافذ کر دیا جائے۔ یہ اجلاس بلوچستان کے عوام کو کوئلہ کی فراہمی کا مطالبہ کیا۔ خصوصاً کوئٹہ میں تمام شہریوں کو سوئی گیس جلد از جلد فراہم کیا جائے۔ یہ اجلاس بلوچستان کے تمام دیہاتوں خصوصاً ضلع چاغی، شاہرگ، پنجگور میں بجلی پہنچائی جائے۔ اور خانوزئی زیارت کو نیشنل گرڈ کے ذریعہ ملایا جائے۔ یہ اجلاس تحصیل ڈکی کے علاقے لونی میاں عبدالحکیم، فرینہ اور قلات کے مضافاتی علاقوں کپہ تو خورد، نیچارہ کے علاقے میں عوام کے لئے آبنوشی کا انتظام کیا جائے اور منظور شدہ سکیموں پر فوری طور پر عملدرآمد کیا جائے۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے۔ کہ سوراب کے زلزلہ زدگان کے لئے فوری طور پر خاطر خواہ امداد منظور کی جائے خصوصاً سوراب کی خون منجمد کرنے والی سردی میں متاثرین کے رہائش کے لئے خیموں۔ کمبل و لحاف اور جلانے کے لئے ایندھن کا انتظام کیا جائے۔ اجلاس میں بلوچستان میں کچی سڑکوں کو پختہ کرنے کے لئے عملی اقدامات کرنے اور کچی سڑکوں کی مرمت کا مطالبہ کیا گیا۔

بڑی طاقتوں کی نظریں بلوچستان کے مسائل پر لگی ہوئی ہیں

حسین احمد

بلوچستان کے عوام پہلے مسلمان اور پھر بلوچ یا پختون ہیں پائی میں خطاب

گذشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد نے کہا کہ ہمارے تمام مسائل کا حل صرف اور صرف اسلام کے عادلانہ نظام میں ہے اور اب کوئی طاقت اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی وہ ضلع چاغی میں جمعیت علمائے اسلام کے کارکنوں سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ غریب عوام کے مسائل اور ان کی فلاح و بہبود اسلام کے انقلابی نظام میں ہی مضمر ہے آج غریب عوام کے نام پر لادینی نظریات کا پرچار کر رہے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اس انقلابی نظام کو نظر انداز کر دیا جس سے غریب قوم کی حالت بدل گئی، جس نظام نے محمود و ایاز کے فرق کو ختم کیا۔ انہوں نے کہا کمیونزم اور نیشنلزم کے طوفان کا مقابلہ صرف اس صورت میں ممکن ہے۔ جب کہ محمدی نظام کو بلا تاخیر نافذ کیا جائے۔ بلوچستان کے عوام اسلام کے مقابلے میں کسی اور ازم کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے، کیونکہ بلوچستان کے غیور عوام نے جسٹس فضل غنی کمیشن کو اپنا تاریخی فیصلہ دے دیا ہے۔ بلوچستان کے ۹۹٪ فیصد عوام اسلام کا عادلانہ نظام چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ آج کل ہمارے آس پاس جس قسم کے حالات ہیں اُن کو دیکھ کر جمعیت علمائے کے کارکن ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ بین الاقوامی طاقتوں کی حریصانہ نگاہیں بلوچستان اور اس کے ساحلی علاقوں پر لگی ہوئی ہیں مگر مکران جو باب الاسلام ہے اِسلام کی آمد اُسی راستے سے ہوئی ہے، اب وہاں سے بلوچستان میں لادینی نظریہ کو آنے نہیں دیا جائے گا۔ بلوچستان کے عوام پہلے مسلمان ہیں، اس کے بعد بلوچ اور پٹھان اب نوعیت کے نام پر ان کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا اجلاس سے جمعیت کے راہنما مولانا غلام سرور نے خطاب کرتے ہوئے کہ ضلع چاغی جو معدنیات سے مالا مال ہے مگر گذشتہ حکومتوں نے ضلع چاغی کے عوام کے لئے کچھ نہیں کیا اکثر مقامات پر لوگوں کو پینے کے لئے پانی میسر نہیں ہے انہوں نے امید ظاہر کی کہ موجودہ حکومت عوام کے جائز مسائل کو حل کرے گی انہوں نے ضلع چاغی میں آشیائے خوردنی پر پابندی پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ باڈر پر حفاظتی انتظامات سخت کئے جائیں، لیکن اب نوشکی جانے والوں کو اشیاء خوردنی لیجانے پر تنگ کیا جاتا ہے۔ اس سے قبل جمعیت علماء اسلام نے رہنماؤں نے جمعیۃ طلباء اسلام ضلع چاغی کے دفتر کا افتتاح کیا اس موقع پر قومی اتحاد ضلع چاغی کے صدر حاجی صالح محمد جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے جوائنٹ سیکرٹری نورز خان نے بھی خطاب کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی صوبائی تنظیمی کمیٹی کے چیرمین مولانا محمد خان شیرانی لورالائی ڈکی اور کوہلو ایجنسی کے دورہ کے بعد کوئٹہ پہنچ گئے۔ انہوں نے لورالائی، کوہلو ایجنسی۔ ڈکی میں جمعیۃ علماء اسلام کی رکنیت سازی کا افتتاح کیا۔ اور پارٹی کے کارکنوں سے خطاب کیا۔ انہوں نے کوہلو ایجنسی کے لئے مولانا میر محمد کو تنظیمی کمیٹی کا کنونیر مقرر کیا۔

تحصیل کرک میں اصلاحِ معاشرہ کی مہم

تحصیل کرک میں جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے اصلاحِ معاشرہ کے لیے گیارہ وفود تیار کیے گئے جو کہ مختلف مقامات اور مختلف سمتوں کی طرف نکلے، اور بعد میں ان وفود کی تعداد بیس تک

پہنچ گئے۔ ان وفود نے تحصیل کرک میں ایک سو تین مقامات تک رسائی حاصل کر کے چھیاسی مقامات پر عام لوگوں کو اصلاحِ معاشرہ کے موضوع پر خطاب عام کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ سولہ جگہوں پر اسی موضوع پر لوگوں کے ساتھ گفت و شنید بھی کی گئی اور تقریباً ایک سو نوے افراد کیساتھ انفرادی ملاقاتیں بھی کی گئیں۔ اس طرح مجموعی طور پر ۳۱۴۳ افراد تک اپنی دعوت کو پہنچا کر اصلاحِ معاشرہ کا پروگرام چلایا گیا۔

ہر جگہ سے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے ساتھ تعاون کرنے اور اسلامی نظام لانے کے لیے ہر قسم کی قربانی کی پیشکش کی گئی۔

سیالکوٹ میں جمعیت علماء اسلام کی رکن سازی مہم

جمعیت علمائے اسلام شہر سیالکوٹ کے مبلغ قاری محمد امین صاحب فاروقی نے شہر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور عوام کو جمعیت علمائے اسلام کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ قاری صاحب نے دورہ کے اختتام پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ عوام جمعیت علمائے اسلام کے اغراض و مقاصد سے خاصی دلچسپی لے رہے ہیں۔

قاری صاحب نے جن علاقوں کا دورہ کیا ہے ان میں غلہ منڈی، چوک امام صاحب، مبارک پورہ روڈ، ایبٹ روڈ، ناصر روڈ، محلہ حاجی پورہ، مدرسہ شہابیہ اور محلہ نیکا پورہ شامل ہیں۔ مذکورہ علاقوں کے علاوہ شہر کے دیگر علاقوں میں بھی رکن سازی کی مہم بڑی تیزی سے جاری ہے۔

توجہ برائے ڈویژنل کنوینرز

رکن سازی کی مہم کا آغاز ہوئے تقریباً دو ماہ سے زائد عرصہ ہو چکا ہے لیکن تا حال دفتر میں کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی کہ آیا کتنی کاپیاں مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی باقی اور کس مزید اور کاپیاں درکار ہیں۔

تمام متعلقہ افراد سے اپیل ہے کہ وہ حسب ذیل کوائف پر مشتمل رپورٹ دفتر میں بھجوا دیں۔

کاپی نمبر ... حلقہ ... ذمہ دار فرد

اس کے علاوہ پندرہ روزہ رپورٹ بھی دفتر میں بھجوا دیں۔

پنجاب میں رکن سازی کے نظماء کا تقرر

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم برائے تنظیمی امور مولانا زاہد الراشدی نے مرکزی مجلس شوریٰ کی ہدایت پر پنجاب کے مختلف اضلاع میں رکن سازی اور ابتدائی انتخابات کے لیے مندرجہ ذیل نظماء کا تقرر کیا ہے۔

ضلع میانوالی: مولانا محمد رمضان
ضلع سرگودھا: حافظ محمد صادق
ضلع فیصل آباد: مولانا عزیز الرحمٰن انوری
ضلع جھنگ: مولانا محمد یٰسین
ضلع شیخوپورہ: مولانا محمد یعقوب ربانی
ضلع لاہور: ملک شبیر محمد
ضلع قصور: مولانا محمد شریف
ضلع گوجرانوالہ: ڈاکٹر غلام محمد
ضلع سیالکوٹ: مولانا فیروز خان
ضلع گجرات: مولانا عبد الرؤف شاہد
ضلع جہلم: جناب انور پاشا
ضلع راولپنڈی: مولانا روشن دین
ضلع اٹک: مولانا حامد علی
ضلع ساہیوال: مولانا امیر حسین شاہ گیلانی
ضلع ملتان: مولانا عبد القادر قاسمی
ضلع مظفر گڑھ: چوہدری شوکت علی
ضلع وہاڑی: مولانا حافظ محمد طیب
ضلع ڈیرہ غازیخان: حاجی غلام قاسم خان
ضلع رحیم یار خان: مولانا غلام ربانی
ضلع بہاولنگر: مولانا محمد قاسم
ضلع بہاولپور: خان غلام سرور خان

آپ نے بتایا کہ یہ نظماء رکن سازی کے فارموں کے حصول اور واپسی کے لیے صوبائی دفتر سے رابطہ رکھیں گے۔ البتہ ان کی سرگرمیوں اور کام کی نگرانی صوبائی تنظیمی کمیٹی کے مندرجہ ذیل ارکان کریں گے۔

راولپنڈی ڈویژن: مولانا قاری سعید الرحمٰن
سرگودھا ڈویژن: مولانا محمد عمر لدھیانوی
لاہور ڈویژن: حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ
ملتان ڈویژن: مولانا عبد القادر قاسمی
بہاولپور ڈویژن: مولانا محمد یوسف بہاولنگر

اس کے ساتھ ہی سید مقبول حسین ترمذی ایڈووکیٹ حسب سابق صوبائی تنظیمی کمیٹی کے سربراہ اور مرکزی سطح پر ریکارڈ سے متعلقہ امور کے انچارج کی حیثیت سے کام کرتے رہیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی مرکزی تنظیمی کمیٹی کے رکن ہونگے

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم برائے تنظیمی امور مولانا زاہد الراشدی نے جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم مولانا منظور احمد چنیوٹی کو مرکزی تنظیمی کمیٹی کا رکن مقرر کیا ہے اور کہا ہے کہ مولانا موصوف رکن سازی کے سلسلہ میں جماعتی کارکنوں اور شاخوں سے رابطہ کے لیے دوروں میں ان کے معاون ہونگے۔

شمولیت

شہر کی معزز شخصیت حاجی غوث بخش شیخ کے فرزند حاجی دھنی بخش شیخ نے اپنے سینکڑوں ساتھیوں سمیت قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے جمعیت میں شمولیت کا اعلان کیا اور اپنے ہر تعاون کا یقین دلایا۔ حضرت شاہ صاحب امروٹی نے شامل ہونے والوں کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔

مراسلہ نگار توجہ فرماویں

ایڈیٹر کے نام مراسلات کے صفحہ پر صرف وہی مراسلات شائع کیے جاتے ہیں جو مختصر صاف اور کاغذ کے ایک طرف لکھے گئے ہوں۔

طلباء کی سرگرمیاں

مرتبہ: ظفر یسین بٹ

جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے صوبائی رہنما

۱۵؍جنوری سے پنجاب بھر کا تفصیلی دورہ کریں گے

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے صوبائی راہنما ۱۵؍جنوری سے پنجاب بھر کا تفصیلی دورہ کریں گے جس کے تحت صوبہ پنجاب کے صدر جناب ظہیر میر گوجرانوالہ، سیالکوٹ سرگودھا، بہاونگر، بہاولپور کا دورہ کریں گے۔ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں ظہیر میر صاحب کے ہمراہ ناظم نشریات پنجاب ظفر یسین بٹ ہوں گے جبکہ سرگودھا میں پنجاب کے نائب ناظم دوم خضر حیات ہوں گے۔ بہاولنگر میں اور بہاولپور میں ان کے ہمراہ نائب صدر پنجاب ملک خلیل احمد اعوان نائب ناظم اول صاحبزادہ محمد اکمل قادری اور مرکزی نائب صدر جناب ندیم اقبال اعوان ہوں گے۔

ان کے علاوہ شیخ محمد اکبر صاحب نائب صدر پنجاب ضلع اٹک۔ راولپنڈی، جہلم، گجرات کا دورہ کریں گے ان کے ہمراہ قاری شمس الحق مشتاق اور مقامی رہنما ہوں گے۔ عبدالخالق ندیم ناظم عمومی پنجاب اور مرکزی نائب صدر جناب ندیم اقبال اعوان ۹ - ۱۰؍فروری تک لاہور میں کام کریں گے۔ جناب خضر حیات سرگودھا کے علاوہ میانوالی، جھنگ، فیصل آباد کا بھی دورہ کریں گے۔ جبکہ قاری محمد اختر صاحب ملتان، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ کا دورہ کریں گے۔ ملتان میں قاری صاحب مرکزی نائب صدر جناب ندیم اقبال اعوان صاحب کے ہمراہ ہوں گے۔ ضلع شیخوپورہ کا دورہ جناب محمد ادریس صاحب کریں گے۔

انتخاب دریا خان مری

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان دریا خان مری ضلع نواب شاہ کے مندرجہ ذیل عہدیداران اتفاق رائے منتخب کیے گئے۔

صدر۔ امجد حسین آرائیں، نائب ناظم، فیاض احمد ڈلو، نائب صدر، محمد اسحاق بروہی، ناظم نشرواشاعت، محمد ریاض ناظم عمومی، محمد عمر آرائیں، خازن، عبدالقادر۔

جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت

گذشتہ دنوں جمعیت طلباء اسلام حلقہ کریم پارک راوی روڈ کا اجلاس جامع مدنیہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مقامی صدر محمد یسین نائب نے کی۔ اجلاس کے مہمان خصوصی ضلع لاہور کے صدر خالد محمود ڈیپو تھے۔ جمعیت کے پروگرام سے متاثر ہو کر محمد یعقوب طاہر نے پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن اور جناب احسان الحق اور عبدالمنان ضیاء نے اسلامی جمعیت طلبہ نے مستعفی ہو کر جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔

انتخاب تحصیل زہری

سرپرست۔ امان اللہ خاں، ناظم عمومی۔ سلامت علی، صدر۔ فیض محمد، نائب ناظم۔ حمید اللہ، نائب صدر۔ رحیم بخش، نائب ناظم دوم دارزادہ عبدالصمد۔ ناظم نشریات۔ رحمت اللہ۔ خازن۔ عزیز اللہ۔

قاتلانہ حملہ

جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ غازی خان کے صدر گورنمنٹ ڈگری کالج سٹوڈنٹس یونین کے جنرل سیکرٹری حافظ غلام اکبر پر اسلامی جمعیت طلبہ کے غنڈوں نے قاتلانہ حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی صدر میاں محمد عارف، نائب صدر ندیم اقبال اعوان اور پنجاب جمعیۃ کے صدر ظہیر میر نے اپنے اپنے بیانات میں شدید مذمت کی ہے اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

عہدیداروں کے اعزاز میں عصرانہ

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے گذشتہ روز لاہور میں جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے نو منتخب عہدیداروں کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ جس میں صوبائی صدر ظہیر میر، نائب صدر۔ ملک خلیل احمد اعوان جنرل سیکرٹری عبدالخالق ندیم۔ سیکرٹری اطلاعات ظفر یسین بٹ کے علاوہ مرکزی نائب صدر ندیم اقبال اعوان، محمد ادریس اور حافظ اطہر عزیز نے بھی شرکت کی۔ مولانا زاہد الراشدی نے توقع ظاہر کی کہ نو منتخب مجلس عاملہ صوبہ پنجاب میں جمعیۃ طلباء اسلام کو ایک فعال اور مستحکم طالب علم تنظیم بنانے میں مؤثر اور نتیجہ خیز کردار ادا کرے گی۔



اسلامی معلومات بڑھانے والی منتخب کتابیں
محبوب کائنات
علم حدیث
تعلیم الاسلام
اسلام کیا ہے
حضور کی دعائیں
مسنون دعائیں
میری نماز
مسلمان خاتون کیلئے ۲۰ سبق
مسلمان خاوند
مسلمان بیوی
اعمال قرآنی
سیر فرنگ
کتب خانہ شان اسلام راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور

[illegible]